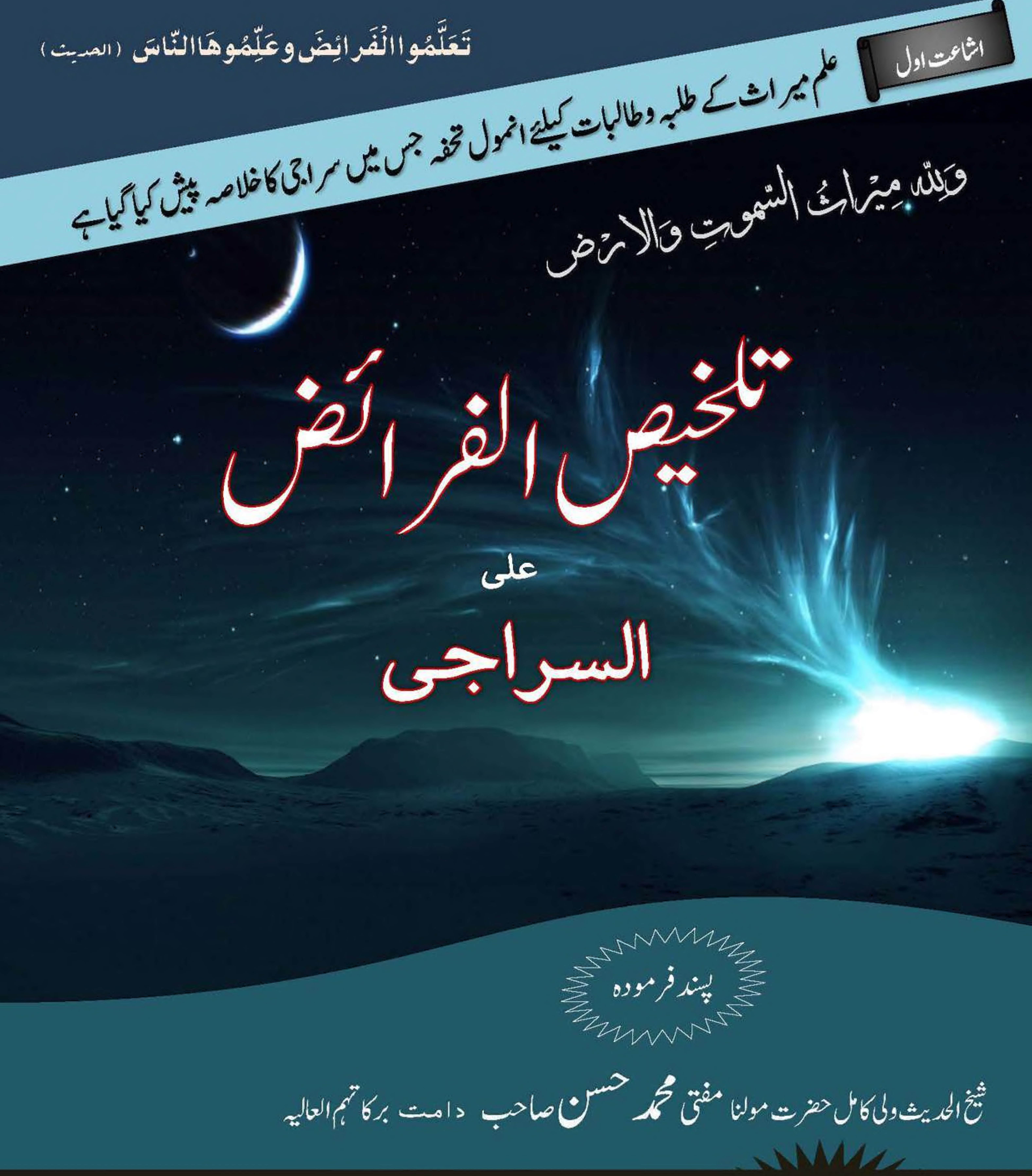


پسند فرمودہ

شیخ الحدیث ولی کامل حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ

ترتیب

العبد الفقیر الی ربہ القدیر خالد حسین شاہ عفا اللہ عنہ وعافاہ

ناشر
مکتبۃ الحسین مردان
03134433878
03479892043

تَعَلَّمُوا الْفَرائِضَ وعَلِّمُوهَا النَّاسَ (الحدیث)

علم میراث کے طلبہ وطالبات کیلئے انمول تحفہ جس میں سراجی کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے

المسمی بہ

تلخیص الفرائض

علی

السراجی

ترتیب

العبد الفقیر الی ربہ القدیر خالد حسین شاہ عفا اللہ عنہ وعافاہ

ناشر

مکتبۃ الحسین مردان

رابطہ: 03479892043

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)
مؤلف کی اجازت کے بغیر شائع کرنا منع ہے

نام کتاب: تلخیص الفرائض

مرتب : العبد الفقیر إلی ربہ القدیر **خالد حسین شاہ** عفا اللہ عنہ وعافاہ

تعداد: 1000

اشاعت اول: 2018ء

ناشر: مکتبۃ الحسین

ملنے کے پتے

مکتبۃ الحسین مردان رابطہ: 03479892043

جامعہ مدرار العلوم گڑھی کپورہ دولت زئی مردان رابطہ: 03134433878

مکتبہ امام محمد بن حسن الشیبانی

نہر چوک پار ہوتی مردان محلہ نیو اسلام آباد ٹیکسی سٹینڈ رابطہ: 03449573458

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرس

اِنتساب

جملہ اساتذۂ کرام اور والدین کے نام کرتا ہوں جن کی محنتوں اور کوششوں
سے بندہ کو کچھ سمجھ بُوجھ حاصل ہوا،

تقریظ

پیر طریقت، رہبر شریعت، جامع المعقول والمنقول، امام الصرف والنحو، استاد العلماء

ولی کامل **حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب** دامت برکاتہم العالیہ

شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور و جامعہ محمدیہ چوبرجی لاہور

باسمہٖ تعالیٰ

اللہ تعالیٰ جزائے خیر نصیب فرمائے ہمارے نیک عزیز مخلص استاذ مولانا خالد حسین صاحب زِیدمجدھم کو جنہوں نے بڑی محبت اور محنت سے میراث کی عظیم کتاب سراجی کا بہت عمدہ خلاصہ مرتب کیاہے اللہ تعالیٰ اس نیک کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

آمین یارب العلمین

محتاج دعاء

(شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی) محمد حسن عفی عنہ (دامت برکاتہم العالیہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

تقریبا2008ء میں بندہ نے ولی کامل حضرت مولنا مفتی محمد حسن صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے استفادہ کی نیت کر کے جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور میں داخلہ لیا تو وہاں ہر استاد کی ایک الگ خوشبو مہکتی دیکھی، چاہئے تو یہ تھا کہ ان کے کچھ محاسن کا تذکرہ کرتے لیکن بات کہیں اور نکل جائے گی،

الغرض ان اساتذۂ کرام میں ایک استاد حضرت مولنا مفتی محمد مشاہد صاحب دامت برکاتہم تھے جو درسِ نظامی کی مشہور کتاب السراجی فی المیراث پڑھاتے تھے حضرت کا مبارک انداز یہ تھا کہ پہلے ہمیں سبق کا اجمال زبانی سمجھا کر سبورہ (بورڈ) پر حل کر دیتے تھے جس کی وجہ سے عبارت کی اجنبیت ختم ہو جاتی، پھر کتاب کی متعلقہ عبارت پر روشنی ڈالتے، اور تمام طلباء کو تاکید کرتے کہ قلم کاپی ضرور ساتھ ہونی چاہئے کہ جن مثالوں کو میں بورڈ پر حل کروں اس کو لکھیں، اور آخر میں تمرین کیلئے زیادہ سے زیادہ مثالیں دیکر فرماتے کہ اس کو حل کر کے لانا ہے ہم دیکھیں گے، ہمیں کبھی کبھی یہ بھی فرماتے تھے کہ مسائلِ میراث آسان ہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں جس کو سو تک ہندسے یاد ہو وہ علم میراث سیکھ سکتا ہے، اس دلچسپ انداز کا اثر یہ ہوا کہ مجھ جیسا بے مایہ آدمی کی جھولی میں بھی کچھ سرمایہ آگیا، اور علم الفرائض کے ساتھ مانوسیت پیدا ہو گئی، زیرِ نظر رسالہ بھی حقیقت میں حضرت کے فیوضات کا اثر ہے، بندہ نے تقریبا نو سال پہلے طالب علمی میں سراجی سے متعلق ایک مسودہ تیار کیا تھا جس میں اختصار زیادہ تھا اور غلطیاں بھی تھیں، خیال تھا کہ وقت نکال کر اس کی تصحیح کی جائے تاکہ اہل علم کی خدمت میں اسے پیش کیا جاسکے، لیکن سال کے دوران درسی

مصروفیات کی بناء پر ہمت نہ کر سکا، تاخیر ہوتی رہی، بالآخر اللہ تعالی نے تعطیلات میں توفیق بخشی اور حتی الوسع اغلاط کی تصحیح کی گئی، اکثر مقامات میں اختصار مخل تھا اسلئے مناسب اضافہ کیا گیا، جس کتاب سے کوئی خاص اضافہ کیا گیا وہاں اس کا حوالہ درج کیا گیا، پہلے عرض کیا کہ استاد محترم اول ہمیں زبانی سبق سمجھا کر سبورہ پر حل کر دیتے تھے جس کی وجہ سے عبارت کی اجنبیت ختم ہوتی، معمولی توجہ سے عبارت حل ہو جاتی، اس لئے ہم نے اس رسالہ میں کتاب کی عبارت بھی نہیں لکھی، کہ طلباء اگر اصولِ میراث سمجھ لیں تو عبارت حل کرنا کوئی مشکل نہیں، پھر بھی بعض جگہ عبارت حل کی گئی ہے، چونکہ ہمارا مقصد بطرز سراجی حلِ میراث کے موٹے موٹے اصول سمجھانا ہے اسلئے ہم نے کہیں لفظی ترجمہ پر اکتفاء کیا کیونکہ ترجمہ سے ہمارا مقصود واضح تھا، کہیں تلخیص سے کام لیا، اور کہیں پر کچھ تفصیل بھی لکھ دی گئی، اور اس کا نام تلخیص الفرائض تجویز کرتا ہوں اللہ تعالی کی توفیق سے، یوں باب مناسخہ تک قارئین کی خدمت میں سراجی کی تلخیص پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، اگر فرصت ملے تو ان شاء اللہ باقی کتاب کا خلاصہ بھی پیش کروں گا، لیکن ایک ضروری حصہ کتاب کا اس میں آگیا ہے اس لئے اشاعت کا اہتمام کیا گیا، امید ہے اہل علم حضرات حوصلہ افزائی فرمائیں گے، اور اپنے مفید مشوروں سے ہمیں محروم نہ رکھیں گے،

یقیناً جیسے خدمت کرنے کا حق ہے ویسے ہم نہیں کر سکتے، اللہ تعالی اپنے شان کے مناسب جزائے خیر عطاء فرمائے، جنہوں نے بھی اس میں ہمارے ساتھ کسی قسم کا تعاون کیا یا کر رہے ہیں سب کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب فرمائے، اس کو بندہ کیلئے، تمام اساتذۂ کرام اور والدین کیلئے نجات ورفعِ درجات کا ذریعہ بنائے، آمین،

آخری گذارش: حتی الوسع کوشش کی گئی کہ رسالہ سے اغلاط دور ہوں لیکن انسان مرکب ہے نسیان کا، کوشش کے باوجود قوی امکان ہے غلطی کا، اسے بندہ عاجز کی طرف منسوب کیا جائے نہ کہ ہمارے اساتذۂ کرام کی طرف، اور اہل علم حضرات نشاندہی فرمائیں، ہم ان کا تہ دل سے شکریہ ادا کریں گے اور آئندہ اشاعت میں تصحیح بھی کریں گے، ان شاءاللہ

کتبہ خالد حسین شاہ

خادم التدریس: جامعہ مدرار العلوم گڑھی کپورہ دولت زئی مردان

19 شوال 1439ھ، بمطابق 4 جولائی 2018ء بشب جمعرات، پونے بارہ بجے

مبادیات

علم الفرائض کی تعریف

لغۃً، فرائض جمع ہے فریضۃ (بمعنی مفروضۃ) کی، اور یہ مشتق ہے فرض سے، فرض تقدیر (مقرر کرنا) کے معنی میں ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ ، أی قدّرتم ،
اس وجہ سے ورثاء کے حصوں کو فرض یا فریضہ ،اور اس کے مسائل کے جاننے کو علم الفرائض، اور جاننے والے کو فرضیّ، فارِض، فریض یا فرّاض کہا گیا،

اصطلاحاً، هو علمٌ بِأُصُولٍ مِن فقهٍ وحِسابٍ يُعرَفُ بِهَا حقُّ كلّ وارثٍ مِنَ التَرِكَةِ ،
ترجمہ: علم الفرائض فقہ اور حساب کے ان اصول کے جاننے کا نام ہے جن کے ذریعے ترکہ میں ہر وارث کا حق پہچانا جاتا ہے۔

موضوع: ترِکات،

غرض: إيْصَالُ الحقِ الى صاحبِه مِن تَركةِ الميتِ یعنی صاحب حق (وارث) کو اپنا حق پہنچانا ترکۂ میت سے،

ترکہ: ترِکہ بفتح التاء وکسر الراء ہے، اوراس میں تِرْکہ بکسر التاء وسکون الراء بھی جائز ہے، میت کے چھوڑے ہوئے مال کو کہتے ہے جو مشغول بحق الغیر نہ ہو،

اِرث، میراث ثُراث: بقیۃ الشیٔ کو کہا جاتا ہے، ہمزہ اور تاء واو سے بدل ہے،

فضیلت واہمّیت علم الفرائض

علم الفرائض انتہائی شرف وفضیلت والا علم ہے، اسلئے کہ

❶ اللہ تعالی نے نہایت وضاحت کے ساتھ ورثاء کے حصے خود مقرر فرماکر اس علم کی جزئیات تک کی تعلیم فرمائی، حالانکہ اور علوم کے اتنے جزئیات منصوص نہیں،

❷ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاو، فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاو، اور علم سیکھو اور لوگوں کو سکھاو، کیونکہ میں دنیا سے جانے والا ہوں اور یقینا عنقریب علم اٹھالیا جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے یہاں تک کہ دو شخصوں کے درمیان کسی ضروری مسئلہ میں اختلاف ہو گا اور وہ اپنے درمیان فیصلہ کرنے والا نہ پائیں گے (دار قطنی)

❸ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے ابو ہریرہ! فرائض کی تعلیم حاصل کرو، اور لوگوں کو اس کی تعلیم دو، کیونکہ یہ نصف علم ہے اور بھول جاتا ہے، اور سب سے پہلے میری امت سے فرائض کا علم اٹھالیا جائے گا، (سنن ابن ماجہ، کتاب الفرائض)

علم الفرائض کو نصف علم کہا گیا اسلئے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں پہلی حالت اس کی زندگی کی ہے، اس کے ساتھ دیگر احکام متعلق ہیں، دوسری حالت بعد موت کی ہے، اور اس کے ساتھ علم الفرائض کے احکام متعلق ہیں اس لحاظ سے اس کو نصف علم کہا گیا، اور توجیہات بھی کی گئی ہیں،

❹ نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ فرائض سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین میں سے ہے، کبھی فرماتے کہ فرائض ایسے ہی سیکھو جس طرح قرآن سیکھتے ہو، حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جو شخص قرآن سیکھے اور فرائض نہ سیکھے وہ ایسا ہے جیسے بغیر چہرے کے سر ہو، یعنی جس طرح چہرے کے بغیر سر بے زینت لگے گا اسی طرح فرائض کے بغیر عالم بے زینت لگتا ہے، (سنن دارمی)

صاحب سراجی

نام: محمد بن محمد بن عبد الرشید،

کنیت: ابو الطاہر،

لقب: سراج الدین ہے، سجاوندی کہلاتے ہے علاقۂ سَجاوَند کی طرف نسبت کی وجہ سے،

سن ولادت ووفات: کے بارے میں کوئی حتمی قول نہیں البتہ ہدیۃ العارفین میں ہے کہ سن وفات 600ھ ہے، بعض نے 700ھ بتایا ہے،

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز کتاب

الحَمدُ للّٰہِ رَبِّ الْعٰلمینَ حمدَالشاکرینَ والصلوۃُ والسلامُ علی خَیرِالبَریّۃِ محَمّدٍ واٰلِہِ الطّیِّبِینَ الطّاھِرِینَ.

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو کہ تمام مخلوقات کا پالنے والا ہے (تعریف کرتا ہوں) شکر گزاروں کی تعریف جیسا، رحمتِ کاملہ وسلامتی نازل ہو مخلوق میں بہترین ہستی یعنی حضرت محمد مصطفی ﷺ پر اور آپ ﷺ کی اولاد پر جو کہ باطن اور ظاہر میں پاک ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ یہ آدھا علم ہے (حدیث)[1]

ہمارے علماء احناف رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ میت کے ترکہ (بمعنی متروکہ یعنی اموال متروکہ) کے ساتھ چار حقوق متعلق ہوتے ہیں۔

حقوقِ اربعہ مرتبہ کا بیان

① سب سے پہلے کفن دفن پر جتنا خرچ ہوا ہو وہ ترکہ سے لیا جائے گا، کفن دفن میں اسراف و بخل نہیں کیا جائے گا۔

---

[1] قال عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم تَعَلَّمُوا الْقُرْآنَ وَعَلِّمُوهُ النَّاسَ وَتَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهَا النَّاسَ وَتَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوهُ النَّاسَ فَإِنِّي امْرُؤٌ مَقْبُوضٌ وَإِنَّ الْعِلْمَ سَيُقْبَضُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ حَتَّى يَخْتَلِفَ الاِثْنَانِ فِي الْفَرِيضَةِ لاَ يَجِدَانِ مَنْ يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا (سنن الدار قطنی لابی الحسن علی بن عمر الدار قطنی) و

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوه، فَإِنَّهُ نِصْفُ الْعِلْمِ وَهُوَ يُنْسَى، وَهُوَ أَوَّلُ شَيْءٍ يُنْزَعُ مِنْ أُمَّتِي. (سنن ابن ماجہ)

② کفن دفن کے بعد باقی ترکہ سے سارا قرض ادا کیا جائے گا۔

③ ادئے قرض کے بعد مابقی ترکہ تین حصے کرکے ایک حصہ میں وصیت نافذ کی جائے گی۔

④ اور بقیہ ترکہ ورثاء میں کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ اور اجماع امت کے بتائے ہوئے طریقے پر تقسیم کیا جائے گا۔

ترتیبِ مستحقین کا بیان

① ذوی الفروض: یہ وہ ورثہ ہیں جن کیلئے ترکہ میں حصہ مقرر ہے شریعت (قرآن، سنت واجماع امت)[1] کی جانب سے، پہلے ان میں ترکہ تقسیم ہوگا اگر ان سے کچھ مال بچے یا ذوی الفروض بالکل نہ ہو تو بعد والوں کو ملے گا۔ ان کے بعد

② عصبہ نسبی: یہ وہ ورثہ ہیں جن کیلئے مابقی من ذوی الفروض (ذوی الفروض سے جو مال بچے) ہوتا ہے، ذوی الفروض نہ ہونے کی صورت میں سارا مال عصبہ کو ملتا ہے۔ ان کے بعد

③ عصبہ سببی: یعنی مولی العتاقۃ، اس کی تفصیل بابُ العصبات میں آئے گی ان شاء اللہ، انکے بعد

④ عصبہ سببی کے نسبی اور سببی عصبات: یعنی اگر عصبۂ سببی کے نسبی عصبات ہوں تو پہلے وہ مستحق ہیں اگر نہ ہوں تو نسبی کی جگہ سببی عصبات مستحق ہیں۔ (تفصیل باب العصبات میں آئے گی)، ان کے بعد

⑤ رد علی ذوی الفروض النسبیہ: یعنی ذوی الفروض سے باقی مال ذوی الفروض النسبیہ پر لوٹانا، (تفصیل باب الرد میں آئے گی) نسبیہ کی قید سے زوجین خارج ہوگئے ان پر رد نہیں کیا جائے گا کیونکہ

---

[1] مصنف نے اقویٰ "کتاب اللہ" پر اکتفاء کیا اسلیئے سنت واجماع کا ذکر نہیں کیا۔

ذوی الفروض النسبیہ وہ ہیں جن کارشتہ میراث لینے کے بعد بھی میت کے ساتھ باقی ہو،اورزوجین کارشتہ ایک دوسرے سے میراث لینے کے بعدباقی نہیں رہتا،اسی وجہ سے تودوسرے کے ساتھ زوجیت قائم ہوسکتی ہے۔اہلِ رد کے بعد

⑥ ذوی الارحام: یہ وہ ورثہ ہیں کہ جن کیلئے نہ حصہ مقرر ہے اور نہ وہ عصبہ ہیں۔ان کے بعد

⑦ مولی الموالات: موالات دوستی کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ فقہ میں یہ ایک عقد ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے اگر مجھ سے کوئی موجبِ دیت جنایت سرزد ہو تو آپ دیت ادا کریں گے اور میں آپکووارث بناوں گا(یہ ایجاب ہوا)دوسرا اسے قبول کرے تو یہ عقدموالات ہے اور قبول کرنے والے کو مولیٰ الموالات کہتے ہے۔ان کے بعد

⑧ مُقَرلہ بالنسب بفتح القاف: یہ وہ شخص ہے کہ میت نے اس کیلئے اپنے غیر سے نسب کا اقرار کیاہو مثلاًیہ کہاہو"یہ میرابھائی ہے یایہ میراچچاہے"بھائی ہونے کااقرار مستلزم ہے والد کے بیٹے ہونے کوپس یہ اقرار،دعوی علی الغیر (یعنی باپ یادادا پر) ہے اور یہ ثبوتِ نسب کے حق میں لغو ہے اس لئے کہ اقرار حجۃ قاصرہ ہے،اس سے صرف اپنے اوپر شئ ثابت ہوتی ہے غیرپر نہیں،پس میت کا اقرار صرف خوداس کے حق میں حجت ہوگااوراس کے مال میں مقَرلہ کو حصہ ملے گاجب مذکورہ بالا اقسام نہ ہوں۔

مقَرلہ کے وارث ہونے کیلئے پانچ شرائط ہیں۔

❶ مقرلہ مجھول النسب ہو،

❷ اقرار دوسرے سے نسب ثابت ہونے کا ہو، مثلاً بھائی یا چچا ہونے کا اقرار ہو، اگر بیٹے ہونے کا اقرار کیا ہو تو وہ نسبی ورثہ میں شامل ہو گا،

❸ محض اسکے اقرار سے نسب ثابت نہ ہوتا ہو جیسا کہ یہاں ثبوتِ نسب باپ یا دادا کی تصدیق پر موقوف ہے،

❹ مقِر اقرار سے رجوع نہ کرے یہاں تک کہ فوت ہو جائے، اگر مرنے سے پہلے رجوع کیا تو وارث نہ ہو گا،

❺ اقرار شرعاً معتبر ہو، اگر کسی نے اقرار کیا کہ زید میرا بھائی ہے اور زید مقِر کے والد کا ہم عمر ہو تو مقَر لہ اس کا بھائی نہیں ہو سکتا، اسلئے یہ اقرار لغو ہے، ان کے بعد

⑨ موصٰی لہ بجمیع المال: یعنی جس کے لئے میت نے جمیعِ مال کی وصیت کی ہو (یا ثُلُث سے زیادہ کی وصیت کی ہو) پس اگر ماقبل ورثہ میں کوئی بھی نہ ہو تو ثُلث سے زیادہ یا جمیع مال دیا جائے گا ورنہ وصیت فی الثلث کا نفاذ تو ذوی الفروض میں تقسیم سے بھی پہلے ہے جیسے کہ ماقبل گذر چکا ہے۔ ان کے بعد

⑩ بیت المال: یعنی حکومتِ اسلامیہ کے خزانہ کو دیا جائے گا، اور اگر بیت المال نہ ہو یا ہو لیکن اس کا مال صحیح مصرف میں خرچ نہیں ہوتا تو متاخرین کے نزدیک زوجین پر لوٹایا جائے گا، لیکن یاد رہے ذوی الارحام کی موجودگی میں زوجین پر رد نہ ہو گا کیونکہ یہ رد بیت المال کے درجہ میں ہے جو کہ سب ورثاء کے بعد ہے۔

مَوانعِ ارث کا بیان

چار چیزوں کی وجہ سے آدمی میراث سے محروم ہوتا ہے۔

❶ رِقّیت: یعنی غلامی، اس میں تمام اقسام غلام کے شامل ہیں، یعنی قِن (خالص غلام)، مکاتَب، مدبّر، اُم ولد اور مُعتَق البعض۔

❷ قتل: یعنی مورِث کو قتل کرنا بشرطیکہ قتل ایسا ہو جس میں قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہو، پس قتل بسببٍ میں قاتل محروم نہ ہوگا کیونکہ اس میں قصاص یا کفارہ نہیں، اور بقیہ چار اقسام میں قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہے۔

قتل پانچ قسم پر ہیں۔ قتلِ عمد، شبہِ عمد، خطاً، شبہِ خطاً، اور قتل بسببٍ

❸ اختلافِ دین: یعنی مسلمان، غیر مسلم سے اور غیر مسلم، مسلمان سے میراث نہیں لے سکتا۔

❹ اختلافِ دار: یعنی وارث اور میت کے درمیان اختلاف مُلک ہو، یہ اختلاف حقیقۃً ہو جیسے ذمی اور حربی یا حکماً ہو جیسے مستأمن اور ذمی یا دو مختلف ملکوں کے دو حربی،

دو حربی الگ الگ دارالحرب سے کسی دارالاسلام میں امان لیکر آئے ہوں تو ان کا دار حکما مختلف ہے اور اگر اپنے اپنے ملک میں ہوں تو ان کا دار حقیقۃ مختلف ہے۔

ذمی وہ شخص ہے جو مسلمانوں کے ملک میں ٹیکس دیکر ماتحت رہتا ہو، حربی وہ ہے جو دارالحرب میں رہتا ہو اور مسلمانوں کے ماتحت نہ ہو، اور مستأمن وہ ہے جو امان لیکر دارالاسلام میں آیا ہو۔

ملک بادشاہ اور فوج کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے ان کا آپس میں حفاظت کے منقطع ہونے کیوجہ سے۔

نوٹ: اختلافِ دار صرف غیر مسلموں کے حق میں معتبر ہے، مسلمان، مسلمان سے میراث لے سکتاہے اگرچہ دار (ملک) مختلف ہو۔

فُروض مقدرہ اور ان کے مستحقین کی پہچان کا بیان

فروضِ مقدّرہ: کتاب اللہ میں مقرر حصے چھ ہیں۔

❶ نصف ❷ رُبُع ❸ ثُمُن اسکو نوعِ اول کہتے ہیں

❶ ثُلُثان ❷ ثُلُث ❸ سُدُس اسکو نوعِ ثانی کہتے ہیں

یہ تضعیف (دوچند کرنا) اور تنصیف (آدھا کرنا) کے اعتبار سے ہیں، یعنی ان حصص کا آپس میں تضعیف و تنصیف کی نسبت ہے کہ ثمن کو دوگنا کرنے سے ربع بنتاہے اور رُبع کو دوگنا کرنے سے نصف بنتاہے یہ تضعیف ہے، اور نصف آدھا کرنے سے رُبع، اور رُبع آدھا کرنے سے ثمن بنتاہے یہ تنصیف ہے اسی طرح سدس دوگنا کرنے سے ثُلث، اور ثلث دوگنا کرنے سے ثُلثان بنتاہے، اور ثُلثان آدھا کرنے سے ثُلث، اور ثلث آدھا کرنے سے سُدُس بنتاہے مثلاً

مسئلہ 8

نصف /4	ربع /2	ثمن /1

مسئلہ 6

ثلثان /4	ثلث /2	سدس /1

دائیں طرف سے دیکھ کر آدھا کیا جائے تو تنصیف سمجھ آئے گا اور بائیں طرف سے دیکھ کر دوگنا کیا جائے تو تضعیف سمجھ آئے گا۔

نوعِ اول کے اوپر آٹھ اور نوعِ ثانی کے اوپر چھ لکھا ہے اس کو اصلِ مسئلہ کہتے ہے اور مخرج بھی، مخرج کے تین قواعد ہیں، ان تین قواعد کو جاننے کے بعد معلوم ہو گا کہ کونسا عدد مخرج بنے گا، ہم ان کو مستحقین کے بعد ذکر کریں گے۔

مُستحِقین: مذکورہ بالا فروض مقدرہ کے مستحق بارہ اشخاص ہیں چار مرد، اور آٹھ عورتیں۔

چار مرد یہ ہیں۔

اب، جدِ صحیح (اگرچہ اوپر تک ہو) اخ خیفی، زوج،

آٹھ عورتیں یہ ہیں۔

زوجہ، بنت، بنت الابن (اس سے نیچے تک بھی شامل ہے) اخت عینی، اخت علاتی، اختِ خیفی، اُم، جدہ صحیحہ،

جن کے ماں باپ شریک ہوں تو وہ عینی بہن بھائی ہے بھائی کو اخ عینی اور بہن کو اخت عینی کہتے ہیں، عینی کو حقیقی بھی کہتے ہیں، جن کی صرف ماں شریک ہو اور باپ الگ الگ ہو تو وہ اخ خیفی اور اختِ خیفی ہیں ان کو اخیافی بھی کہا جاتا ہے، جن کا باپ شریک ہو اور ماں الگ الگ ہو تو وہ اخ علاتی اور اخت علاتی ہیں ان کو عَلّی بھی کہا جاتا ہے،

جدِ صحیح وہ ہے کہ میت کی طرف نسبت کرتے ہوئے درمیان میں اُم نہ ہو، اور اگر ہو تو جدِ فاسد ہے، اور جدہٗ صحیحہ وہ ہے کہ میت کی طرف نسبت کرتے ہوئے درمیان میں جدِ فاسد نہ ہو، اور اگر ہو تو

جدۂ فاسدہ ہے،

جدۂ فاسدہ کی علامت یہ کہ دونوں طرف اُم ہو اور درمیان میں اب ہو جیسے اُم اَبِ الاُم اور جدہ صحیحہ جیسے اُم الاب، اور اُمّ الام، جد فاسد جیسے ابُ الام، اور جد صحیح جیسے ابُ الاب،

مخارجِ فُروض کے تین قواعد کا بیان

قاعدہ نمبر 1 جب مسئلہ میں ایک حصہ آجائے جس نوع سے بھی ہو تو مخرج اس حصہ کے ہمنام عدد سے بنے گا مگر نصف کا مخرج ہمنام عدد سے نہیں بنتا، کیونکہ اس کا مخرج اثنین (2) ہے، جیسے ربع کا مخرج اربعۃ (4) ثمن کا ثمانیۃ (8) اور ثلث کا ثلثۃ (3) ہے نیز سدس کا ستۃ (6) ہے، ستۃ اصل میں سِدْ سَۃٌ تھا سینِ ثانی تاء سے تبدیل کیا پھر دال بھی تاء کرکے در تاء ادغام کردند سِتَّۃ شد بِدلیلِ تصغیرِہ سُدیس و جمعِہ أسداس،[1]

قاعدہ نمبر 2 جب ایک نوع سے دو یا زیادہ حصے آجائے جس نوع سے بھی ہو تو مخرج اس حصے کے ہمنام عدد سے بنے گا جو حصہ سب سے چھوٹا ہو اور ہم نام عدد اس کا بڑا ہو مثلا جب مسئلہ میں نصف اور ربع ہو تو مخرج چار (4) سے بنے گا کیونکہ ربع چھوٹا اور اربعۃ سب سے بڑا ہے اور اگر ثمن بھی ساتھ ہو تو مخرج آٹھ سے بنے گا کیونکہ اب ثمن سب چھوٹا ہے اور ثمانیۃ سب سے بڑا ہے اسی طرح نوع ثانی میں بھی یہ قاعدہ جاری کیا جائے۔ یہ دونوں قاعدے غیر مخلوط ہیں یعنی ان میں نوع اول اور نوع ثانی کا اختلاط نہیں ہے، آئندہ قاعدہ مخلوط ہے۔

---

[1] الجمل فی النحو لخلیل بن أحمد الفراہیدی، المحکم والمحیط الأعظم لعلی بن إسمعیل بن سیدہ المرسی

قاعدہ نمبر ❸ اگر نوع اول سے نصف جمع ہو جائے نوع ثانی کے ساتھ "نوع ثانی کے ایک حصہ کے ساتھ جمع ہو یا زیادہ کے ساتھ "تو مسئلہ چھ سے بنے گا، اگر نوع اول سے ربع جمع ہو جائے نوع ثانی کے ساتھ تو مسئلہ بارہ سے بنے گا، اور اگر ثُمن جمع ہو جائے نوع ثانی کے ساتھ تو مسئلہ چوبیس سے بنے گا۔

نوٹ: اگرچہ ان قواعد کا باب (مخارج فروض کا بیان) آگے حجب کے بیان کے بعد ہیں لیکن ہم نے اس باب کے تین قواعد کا ذکر یہاں احوال سے پہلے کیا کیونکہ احوال میں ان کی ضرورت پڑھتی ہے۔

احوالِ مستحقین کا بیان

علم فرائض میں بنیادی چیز احوال ہیں یہ زبانی یاد ہوں تو میراث کے مسائل آسان ہیں، ان میں مشق کرنے کی بھی ضرورت ہے کہ احوال شروع ہوتے ہی اپنے سبق کے متعلقہ مسائل زیادہ سے زیادہ حل کرتے رہا کرے۔

اَبُ: کے تین احوال ہیں۔

❶ سدس ملے گا جبکہ ابن یا ابن الابن (یا اس سے بھی نیچے تک) ساتھ ہو۔

مسئلہ / 6

اب / س	ابن / ع
1	5

❷ سدس مع التعصیب، جبکہ بنت یا بنت الابن (یا اس سے بھی نیچے تک) ساتھ ہو۔

مسئلہ 6

بنت الابن / ن	اب / س وع
3	2+1

❸ تعصیبِ محض، جب کوئی اولاد نہ ہو "اولاد، مذکر و مؤنث دونوں کو شامل ہیں"

مسئلہ 2

زوج / ن	اب / ع
1	1

جدِ صحیح: کے چار احوال ہیں، تین اب کی طرح اور ایک حرمان والی ہے۔

❹ جد صحیح، مجوب بحجبِ حرمان ہوتا ہے اگر اب ساتھ ہو، کیونکہ میت اور جد کے درمیان اب واسطہ ہے اور واسطہ کے ہوتے ہوئے ذو واسطہ مجوب الحرمان ہوتا ہے، تین مثالیں اب کی طرح ہے۔

حجوبیت کی مثال:

مسئلہ 6

ابن الابن / ع	جد / م	اب / س
5		1

اخ خیفی اور اخت خیفی: کے تین احوال ہیں۔

❶ ایک ہو تو سدس ملے گا جیسے

مسئلہ 6

زوج / ن	اخت خیفی / س
3	1

❷ دو یا دو سے زائد ہوں تو ثُلث ملے گا جیسے

مسئلہ 3

اخ خیفی 3 / ثلث	اخت عینی 5 / ثلثان
1	2

❸ اصول یا فروع سے محجوب الحرمان ہوتے ہیں جیسے

مسئلہ 6

بنت الابن / ن	اخت خیفی / م	جد / س و ع
3		2+1

زوج: کے دو احوال ہیں۔

❶ اولاد نہ ہو تو نصف ملے گا (اولاد، مذکر و مؤنث دونوں کو شامل ہے اگرچہ نیچے تک ہو لیکن بیٹی کی اولاد کو شامل نہیں اگرچہ مذکر ہوں) جیسے

مسئلہ 2

زوج / ن	جد / ع
1	1

❷ اولاد ہوں تو ربع ملے گا جیسے

مسئلہ 12

زوج / ربع	بنت / ن	اب / س و ع
3	6	2+1

فصل فی النساء

زوجات: کے بھی دو احوال ہیں۔

❶ اولاد نہ ہو تو ربع، جیسے

م — مسئلہ 4

زوجہ / ربع	اب / ع	جد / م	اخ خیفی / م
1	3		

❷ اولاد ہوں تو ثمن ملے گا جیسے

م — مسئلہ 24

زوجہ / ثمن	بنت الابن / ن	اخت خیفی4 / م	جد / س و ع
3	12		5+4

بنات: کے تین احوال ہیں۔

❶ ایک ہو تو نصف ملے گا جیسے

م — مسئلہ 8

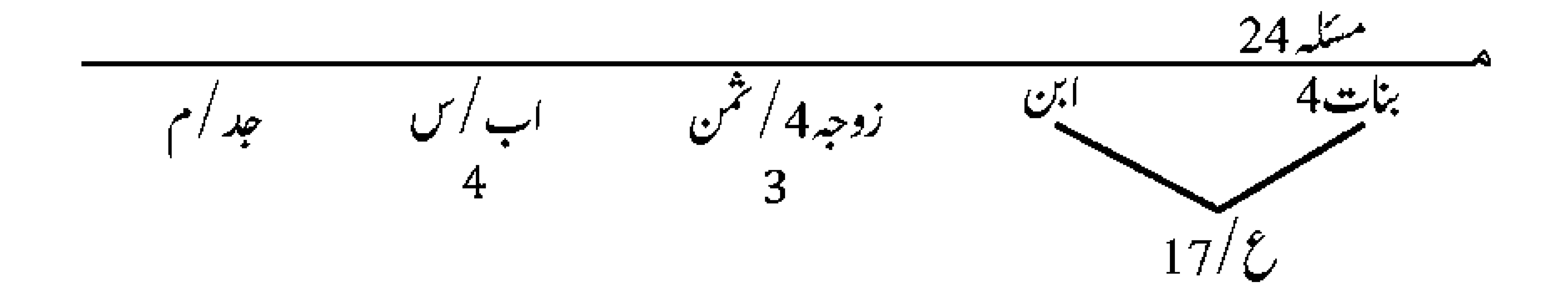
بنت / ن	اخت خیفی / م	زوجہ / ثمن
4		1

❷ ایک سے زیادہ ہوں تو ثلثان، جیسے

م — مسئلہ 12

بنات2 / ثلثان	زوج / ربع	اخ خیفی / م
8	3	

❸ ابن کے ساتھ عصبہ بنیں گی، ایک ہو یا زیادہ، اور مذکر کو دو مؤنث کے برابر حصہ ملے گا، جیسے



سوال: اس مثال میں ابْ کے دو حالات جمع ہیں ابن بھی ساتھ ہے جس کی وجہ سے اَبْ کو سدس ملتاہے، اور بنت بھی ساتھ ہے جس کی وجہ سے اب کو سدس مع تعصیب ملتاہے یہاں کونسی حالت کا اعتبار ہوگا اول کا یا ثانی کا؟

جواب: مذکر کے ہوتے ہوئے مؤنث کا اعتبار نہیں ہوگا، سدس مع تعصیب تب ملے گا جب اب کے ساتھ صرف بنت یا بنت الابن (وان سفلت) ہو، ابن یا ابن الابن (وان سفل) نہ ہو، اور صرف سدس تب ملے گا جب مذکر اولاد (ابن، ابن الابن وان سفل) ہو، چاہے مؤنث اولاد ہوں یا نہ۔

بنات الابن: کے چھ احوال ہیں، تین بنات کی طرح اور تین الگ ہیں، پہلی، دوسری اور پانچوی حالت بنات کی طرح ہے اور باقی الگ ہیں۔

❶ ایک ہو تو نصف ملے گا جبکہ بنت نہ ہو جیسے

م مسئلہ 8

بنت الابن / ن	زوجہ / ثمن	اخت خ5 / م
4	1	

❷ ایک سے زیادہ ہوں تو ثلثان ملے گا جبکہ بنت نہ ہو جیسے

م مسئلہ 12

اخت خ 2 / م	زوج / ربع	بنات الابن 3 / ثلثان
	3	8

❸ ایک ہو یا زیادہ سدس ملے گا جبکہ ایک بنت ساتھ ہو "کیونکہ شریعت میں عورتوں کا حصہ ثلثان سے زیادہ نہیں، جب ایک بنت نے نصف لے لیا تو عورتوں کے حصے میں سدس باقی رہا اسلئے کہ نصف (3) جمع سدس (1) مساوی ثلثان (4) بنتا ہے [1] جیسے

م مسئلہ 6

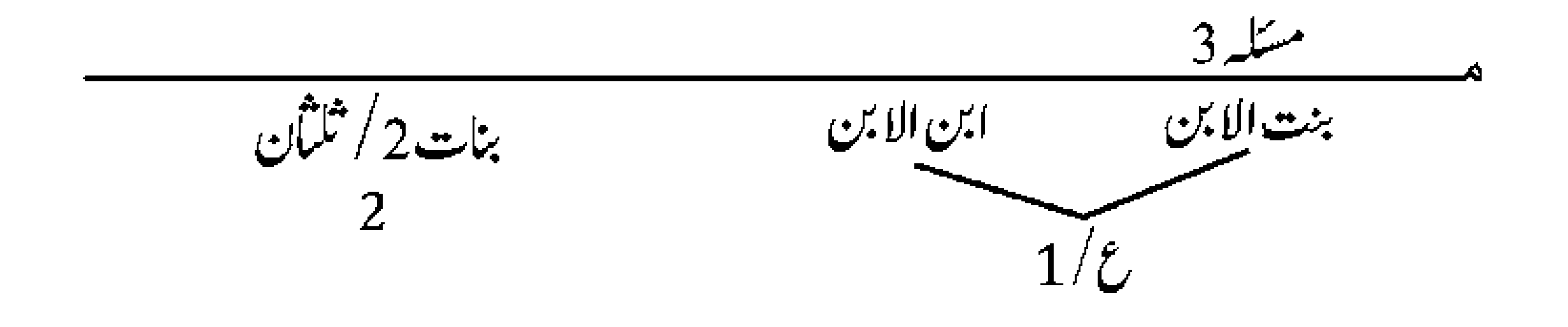
بنت / ن	اخت خ 5 / م	بنت الابن / سدس
3		1

❹ ایک ہو یا زیادہ محجوب ہونگیں جبکہ ساتھ دو یا زیادہ بنات ہوں جیسے

م مسئلہ 12

زوج / ربع	بنات 2 / ثلثان	بنات الابن 5 / م
3	8	

❺ عصبہ ہوں گی جبکہ ابن الابن (یعنی ان کا بھائی) یا اس سے بھی اسفل (نیچے یعنی ابنُ ابنِ الابن الخ) ساتھ ہو، بنات ہوں یا نہ ہوں، ایک مذکر کو دو مؤنث کے برابر حصہ ملے گا جیسے



---

[1] نوع اول سے نصف آجائے نوع ثانی کے ساتھ تو مسئلہ چھ سے بنتا ہے اور چھ کا ثلثان چار ہے۔

❻ محجوب ہوں گی جبکہ ابن ساتھ آجائے، اسلئے کہ ابن واسطہ ہے میت اور بنات الابن کے درمیان اور واسطہ کے ہوتے ہوئے ذوواسطہ محجوب ہوتے ہیں جیسے

مسئلہ 6
م

ابن الابن / م	بنت الابن / م	ابن / ع	اب / س
		5	1

مسئلۃ التشبیب کا بیان

تشبیب لغت میں: شَباب بفتح الشین (باب ض) سے ہے شَباب کا معنی ہے "جوان ہونا" یاشِباب بکسر الشین (باب ن ض) سے ہے، "گھوڑے کا اکھٹے اگلی ٹانگوں کو اٹھانا - نشاط میں ہونا"

عرب کا مقولہ ہے الجَوهرُ يَشُبُّ بعضُه بعضاً "جوہر میں سے بعض بعض کا حسن بڑھادیتی ہے" شَبَّبَ وتَشَبَّبَ" جوانی اور کھیل کود کے زمانہ کاذکر کرنا" شاعر کا شعر میں عورتوں کے محاسن واوصاف بیان کرنا، کہاجاتا ہے شَبَّبَ قَصِيدَتَه بفُلانةٍ اس نے اپنے قصیدے کی ابتداء میں تشبیب کیایعنی کسی عورت کے محاسن کاذکر کیا، شعراء کی عادت تھی قصائدِ مدحیہ کی ابتداء میں تشبیب کرتے تھے پھر ہر چیز کی ابتداء کو تشبیب کہنے لگے جیسے شَبَّبَ الکتابَ کتاب کو شروع کیا، تشبیب اصطلاح میں کہتے ہے ذِکرُ البناتِ علی اختلافِ الدَرجات [1] بنات کا ذکر کرنا اختلافِ درجات کے ساتھ،

---

[1] انیس الفقہاء، المغرب

غَرَضُ مسئَلۃِ التَشبِیب

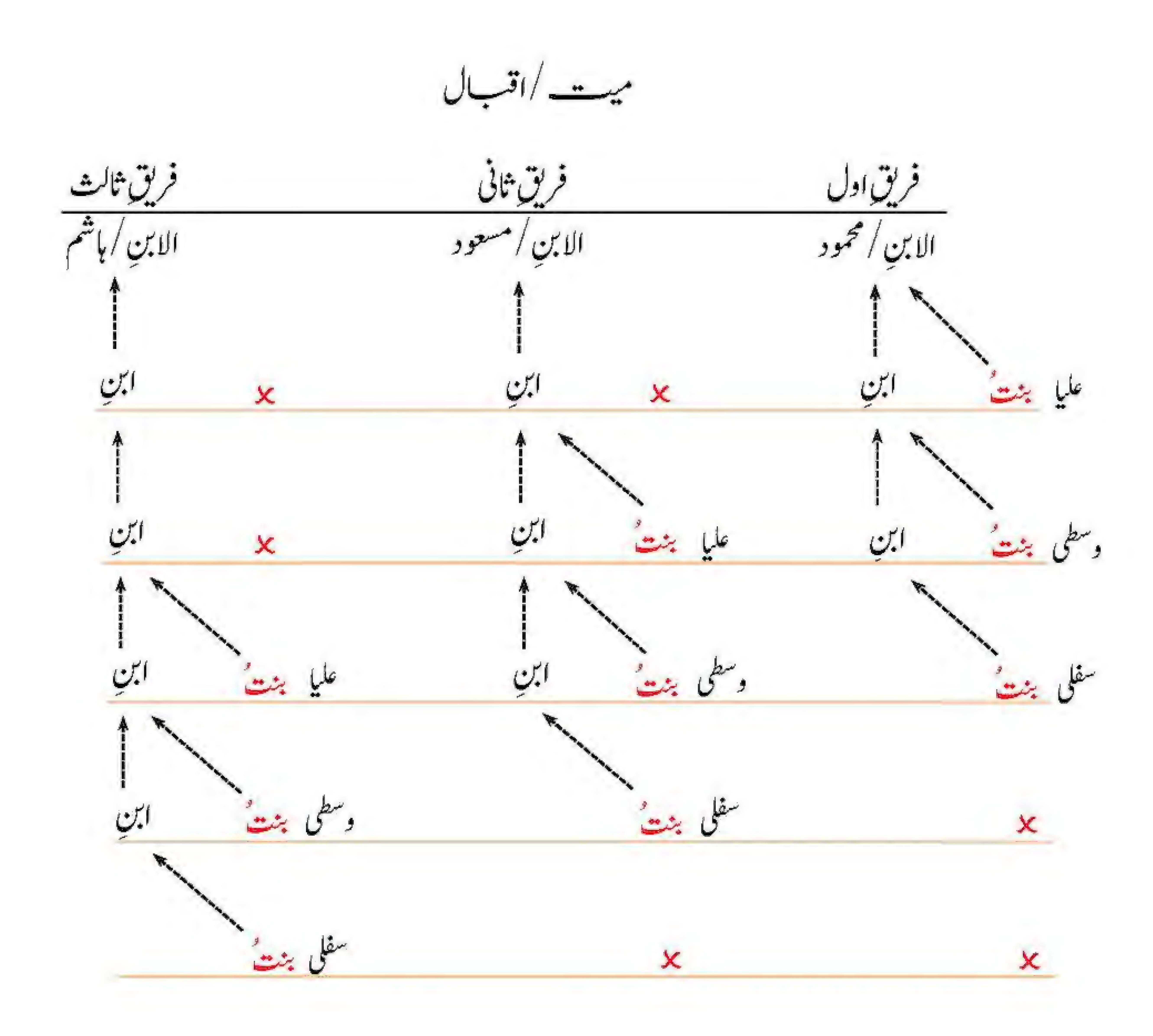
مسئلہ تشبیب کو وضع کرنے کی غرض ایک سوال وشک کو دفع کرنا ہے جو بنات الابن کے احوال میں حالت نمبر 4 سے پیدا ہوا وہ یہ کہ جب بنات الابن دو بنات کے ساتھ محجوب ہوتی ہیں کیونکہ دو بنات نے ثلثان لے لیا تو کیا بنات الابن میں بھی یہی قاعدہ جاری ہو گا جب بنات نہ ہوں اور بنات الابن میں بعض، بعض سے اسفل ہو؟

جواب: ہاں یہی قاعدہ جاری ہو گا، لیکن ظاہر ہے کہ اتنی مختصر جواب سے حقیقت واضح نہیں ہوتی اسلئے فقہاء نے مسئلۃ التشبیب وضع کیا اور اس کا نام مسئلۃ التشبیب اسلئے رکھا تاکہ طلباء کی اَذہان میں تیزی وجوانی پیدا ہو یا اسلئے تاکہ طلباء اس طرف متوجہ ہو، جس طرح شاعر قصیدہ کی ابتداء میں محض لوگوں کو متوجہ کرنے کیلئے عورتوں کے محاسن ذکر تا ہے جسکو شعراء تشبیب کہتے ہیں چونکہ اَذہان میں مذکورہ بالا سوال موجود تھا فقہاء نے سوال کا حل اس مسئلہ میں پیش کیا تو گویا طلباء کی حالت وہی ہوئی جو تشبیبِ شاعر کے وقت سامعین کی ہوتی ہے۔

صورتِ مسئلہ

میت کے تین بیٹے ہیں گویا یہ تین فریق ہیں اور ہر تین فریق کے اولاد میں تین بنات ہیں اور کل نو بنات ہیں جو کہ بعض بعض سے اسفل ہیں واسطہ کی کمی اور زیادتی کی وجہ سے، نقشہ میں اس کی وضاحت ہو جائے گی، میت کا نام اقبال، پہلے بیٹے کا نام محمود، دوسرے کا مسعود اور تیسرے کا ہاشم

ہے، اور نو بنات اور اقبال کے درمیان جتنے واسطے ہیں ابن کے، سب اقبال سے پہلے فوت ہوچکے ہیں مذکورہ نقشہ میں تفصیل دیکھئے۔



فریق اول کی وضاحت: پہلی بنت الابن، دوسری بنتُ ابنِ الابن، تیسری بنتُ ابنِ ابنِ الابنِ ہے، فریق ثانی وثالث اسی پر قیاس کرے۔

ہر فریق کے بنات میں سب سے اونچی کو عُلیا، درمیانی کو وسطی اور نیچی کو سُفلٰی کہتے ہیں پھر اگر فریق اول سے ہے تو اس کو علیا من فریق اول کہتے ہے اگر ثانی سے ہے تو علیا من فریق ثانی اسی طرح ہر بنت کا درجہ معلوم ہو جائے گا درجہ معلوم کرنے کے بعد بالکل سیدھ میں تینوں فریقوں میں دیکھ لے کہ کوئی بنت اسکے مُوازی (مقابل) ہے کہ نہیں، اگر نہیں تو متن میں لا یوازیہا احدٌ ذکر ہو گا اگر موازی ہے تو جو بنت موازی ہے اس کا درجہ ذکر ہو گا،

جیسے علیا من فریق اول کے کوئی موازی نہیں، وسطی من فریق اول کے موازی علیا من فریق ثانی ہے، سفلی من فریق اول کے موازی وسطی من فریق ثانی اور علیا من فریق ثالث ہے، سفلی من فریق ثانی کے موازی، وسطی من فریق ثالث ہے، سفلی من فریق ثالث کے کوئی موازی نہیں ہے،

جب درجہ اور فریق معلوم ہوا تو جاننا چاہئے کہ علیا من فریق اول کیلئے نصف ہے بنتِ صُلب کی طرح، اور وسطی مِن فریق اول اپنے موازی کے ساتھ ملکر ان کیلئے سدس ہے بناتُ الابن کی طرح "وَلَهُنَّ السُدُسُ معَ الواحدةِ الصُلبِيّة" یہ بنات الابن کی تیسری حالت ہے، نصف جمع سدس مساوی ثلثان، اور عورتوں کا حصہ ثلثان سے زیادہ نہیں تو سُفلیات کو کچھ بھی نہیں ملے گا مگر جب ان میں سے کسی کے ساتھ ابن یعنی اپنا بھائی آجائے تو یہ ابن اپنے موازات کی بنات الابن کو جس فریق سے بھی ہو اور عُلییَات کو جس فریق سے بھی ہو عصبہ بنادے گا اور سفلیات جس فریق سے بھی ہو محجوب ہوں گی، یہ تفصیل متعلق ہے اس عبارت کے ساتھ " وَلَهُنَّ السُدُسُ معَ

الواحدةِ" الی ان قال   أو أسفل منهنّ غلامٌ فيُعَصِّبُهنّ۔

نوٹ: جن کو نصف یا سدس ملا ہے ان کے علاوہ علییات ابن کے ساتھ عصبہ ہوں گی۔

اخواتِ عینیہ: کے پانچ احوال ہیں۔

❶ ایک ہو تو نصف ملے گا جیسے

مسئلہ /4

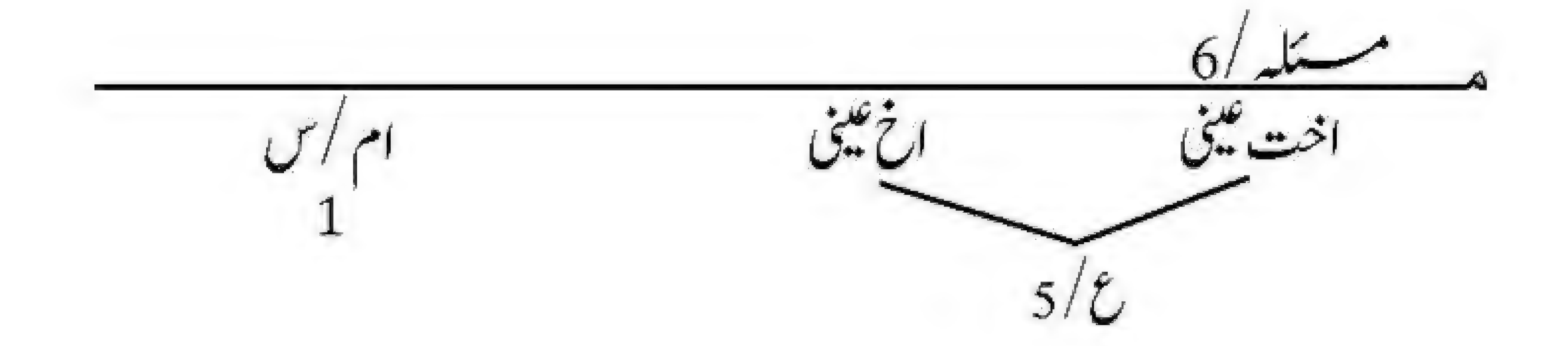
اخت عینی /ن	زوجہ /ربع	عم /ع
2	1	1

❷ دو یا زیادہ ہوں تو ثلثان ملے گا جیسے

مسئلہ /6

اخت عینی 3/ ثلثان	اخت خ /س	زوج /ن
4	1	3

❸ اخ عینی ساتھ ہو تو عصبہ بنیں گی "ایک مذکر کیلئے دو مؤنث کے برابر حصہ ہے" جیسے



❹ بنات یا بنات الابن ساتھ ہوں تو بھی عصبہ بنیں گی لحدیثٍ "اجْعَلُوا الْاَخَواتِ معَ البناتِ

عصبةً" [1] بنت یا بنت الابن کو اپنا مفروضہ حصہ ملے گا اگر کوئی مانع نہ ہو اور مانع کا وجود صرف بنت الابن میں ہو سکتا ہے کیونکہ بنت کی کوئی حالتِ حجب نہیں، اگر ایک بنت یا بنت الابن ہو تو بھی عصبہ بنیں گی اگرچہ کتاب میں بنات، بنات الابن جمع ہے، (اسی طرح اخوات علاتی میں بھی ہے)

م مسئلہ /6

اخت عینی 2 /ع	بنت الابن 3 / ثلثان	ام / س
1	4	1

❺ اب یا جد یا مذکر اولاد ہو تو محجوب ہوں گی "اختِ عینی ہو یا اخِ عینی" جیسے

م مسئلہ /4

اخت عینی 5 /م	اب /ع	اخ خیفی 2 /م	زوجہ /ربع
	3		1

---

[1] متن میں مذکورہ الفاظ کے ساتھ کوئی حدیث منقول نہیں ہے البتہ اور الفاظ مروی ہے

أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ زُهَيْرٍ بِتُسْتُرَ، قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِبْنِ الصَّبَّاحِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْأَزْرَقُ عَنْ مِسْعَرِ بْنِ كِدَامٍ عَنْ أَبِي قَيْسٍ عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ابْنَةٍ وَابْنَةِ بنٍ وَأُخْتٍ قَالَ لِلِابْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ الِابْنِ السُّدُسُ وما بقي فللأخت (صحیح ابن حبان)

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ أَبِى الزِّنَادِ عَنْ رَجُلٍ تَرَكَ ابْنَةً وَأُخْتاً فَقَالَ لاِبْنَتِهِ النِّصْفُ وَلأُخْتِهِ مَا بَقِىَ وَقَالَ أَخْبَرَنِى أَبِى عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ كَانَ يَجْعَلُ الأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً لاَ يَجْعَلُ لَهُنَّ إِلاَّ مَا بَقِىَ.

(سنن الدارمی)

اخواتِ علّاتی: کے سات احوال ہیں۔

❶ ایک ہو تو نصف ملے گا جیسے

مسئلہ 12

زوجہ / ربع	اخت خیفی 5 / ثلث	اخت علاتی / ن
3	4	6

❷ دو یا زیادہ ہوں تو ثلثان ملے گا جب اخت عینی نہ ہو جیسے

مسئلہ 6

زوج / ن	اخت خیفی 3 / ثلث	اخت علاتی 3 / ثلثان
3	2	4

❸ سدس ملے گا جب ایک اخت عینی ساتھ ہو "تکملةً للثُلُثین" جیسے

مسئلہ 6

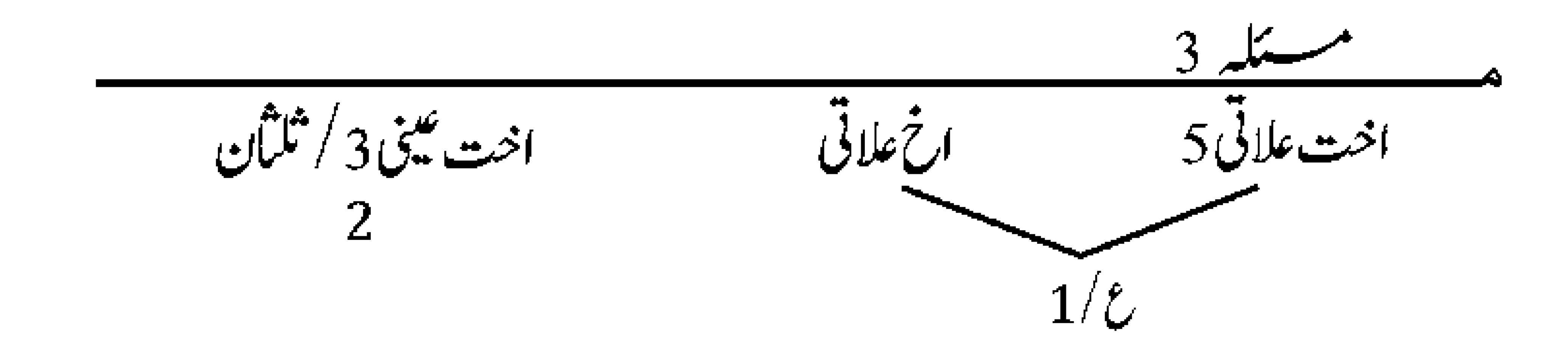
اخ خیفی / س	اخت عینی / ن	اخت علاتی 3 / س
1	3	1

❹ مجوب ہوں گی جب دو یا زیادہ اخت عینی ساتھ ہوں جیسے

مسئلہ 3

اخ خیفی 2 / ثلث	اخت عینی 2 / ثلثان	اخت علاتی 3 / م
1	2	

⑤ مگر محجوب نہیں ہوں گی بلکہ عصبہ بنیں گی جب اخ علاتی ساتھ ہو "اور ایک مذکر کو دو مؤنث کے برابر حصہ ملے گا" 1؎ جیسے



⑥ بنات یا بنات الابن (نیچے تک) ساتھ ہوں تو بھی عصبہ، (اخوات عینی کی حالت 4 کی طرح) جیسے

مسئلہ 6

اخت علاتی / ع	بنت الابن / ن	ام / س
2	3	1

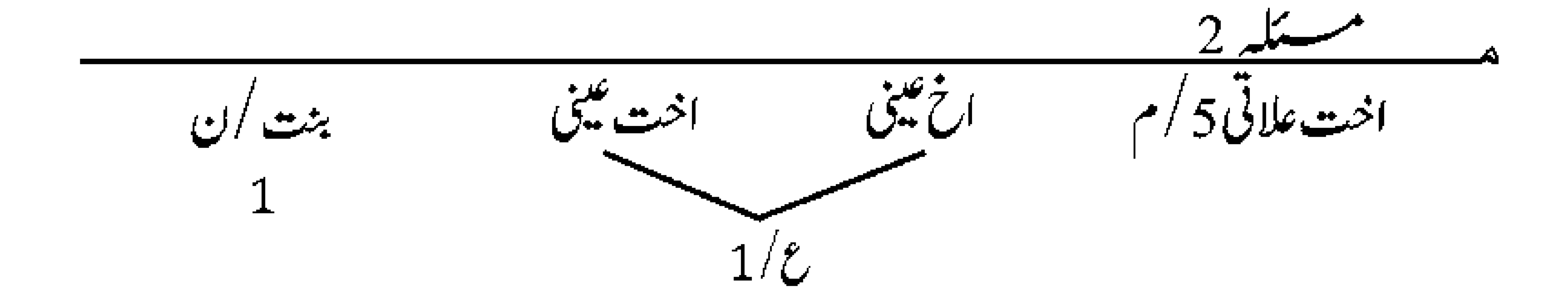
⑦ اب یا جد یا مذکر اولاد (نیچے تک) ساتھ ہوں تو سب محجوب ہوں گی، اخت علاتی ہو یا اخ علاتی، جیسے

مسئلہ 4

اخت علاتی / م	اخ علاتی / م	زوج / ربع	ابن الابن / ع	اخ خیفی / م
		1	3	

1؎ ایک مذکر کو دو مؤنث کے برابر حصہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک مذکر کو دو شمار کرے مثلاً یہاں پر پانچ اخت علاتی ہیں اور ایک اخ علاتی ہے اخ کو دو شمار کر کے کل سات افراد ہوئے اور ان کو تین حصوں میں سے ایک حصہ بطور عصبہ مل گیا، پس ایک کو سات پر تقسیم کرکے ما حصل ایک مؤنث کا حصہ ہے اسی حصہ کو دو میں ضرب دے، مبلغ ایک مذکر کا حصہ ہے۔

(حالت ❼ کا تتمہ) نیز اخ عینی کے ساتھ بھی اخت علاتی اور اخ علاتی محجوب ہوں گے جیسے



اور اخت عینی کے ساتھ بھی محجوب ہوں گے جب اخت عینی عصبہ مع البنت یا بنت الابن ہو (اگر اخ عینی کی وجہ سے عصبہ ہو تو پھر اخ عینی کی وجہ سے محجوب ہوں گے نہ کہ اخت عینی کی وجہ سے جس طرح ماقبل مثال میں گذر گیا)

مسئلہ 2

اخ علاتی 3/م	اخت عینی 4/ع	بنت الابن/ن
	1	1

اُم: کے تین احوال ہیں۔

❶ سدس ملے گا جب اولاد ساتھ ہوں یا بھائی، بہن میں سے دو عدد ساتھ ہوں جیسے

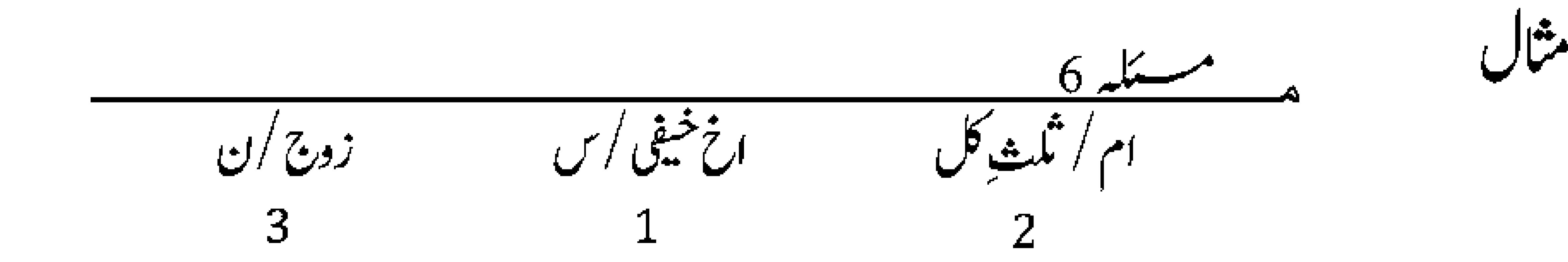
مسئلہ 6

اخ خیفی/س	ام/س	اخت عینی/ن	اخت علّی/س
1	1	3	1

❷ ثلثِ کُل ملے گا جب اولاد نہ ہوں اور بھائی، بہن میں سے دو عدد بھی نہ ہوں۔

(اولاد مذکر مؤنث دونوں کو شامل ہے اسی طرح نیچے تک کو بھی شامل ہے اور بھائی، بہن سے تینوں اقسام، عینی، علّی اور خیفی مراد ہیں)

مثال



❸ ثلثِ مابقیَ ملے گا اگر ابؔ اور احدُ الزوجین ساتھ ہوں، جیسے

مسئلہ 12

ام / ثلثِ مابقی	اخ خیفی / م	اب / ع	زوجہ / ربع
3		6	3

اگر اب کی جگہ جد ہو تو ثلثِ کل ملے گا مگر امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پھر بھی ثلث مابقی (یعنی زوج یا زوجہ کو حصہ دینے کے بعد جو بچے اس کا ثلث) ملے گا جیسا کہ اب کی صورت میں ملتا ہے،

یہ تیسری حالت صرف دو صورتوں پر مشتمل ہے،

ع1 زوج اور ابوین ، ع2 زوجہ وابوین ، اگر ابؔ یا احد الزوجین ساتھ نہ ہو تو پہلی دو حالتوں میں کوئی حالت ہو گی۔

جدہ: کے دو احوال ہیں۔

❶ سدس ملے گا، نانی ہو یا دادی، ایک ہو یا زیادہ، جبکہ صحیحہ ہو اور درجہ میں برابر ہوں [1] جیسے

مسئلہ 6

اخت علی / س	اخت عینی / ن	ام الام	ام الاب
1	3	س / 1	

---

[1] درجہ میں برابری یہ ہے کہ میت اور دونوں جدات میں واسطے برابر ہو کم یا زیادہ نہ ہو مثلاً ایک اُمِ امِ الام ہے تو دوسری امِ امِ الابِ ہو اُمِ امِ امِ الاب نہ ہو، ورنہ محجوب ہو گی۔

❷ اس دوسری حالت میں تین شقیں ہیں۔

شق ۱ اُم ساتھ ہو تو مجوب ہوں گی خواہ نانیاں ہوں یا دادیاں، جیسے

مسئلہ 3

ام / ثلث کل	ام الام / م	ام الاب / م
1		

شق ۲ ابؐ یا جد ساتھ ہو تو ابَویات مجوب ہوں گی مگر جد کی اپنی بیوی جد کی وجہ سے مجوب نہ ہو گی البتہ ابؐ کی وجہ سے مجوب ہوں گی،

اب کی مثال

مسئلہ 6

ام الام / س	ام الاب / م	ام اب الاب / م	اب / ع
1			5

جد کی مثال

مسئلہ 6

اب الاب / ع	ام الاب / س	ام اب الاب / م
5	1	

شق ۳ قُربیٰ، بُعدیٰ کو مجوب کریں گی، خواہ دونوں نانیاں ہوں یا دونوں دادیاں، یا ایک نانی ہو اور دوسری دادی، جیسے

مسئلہ 6

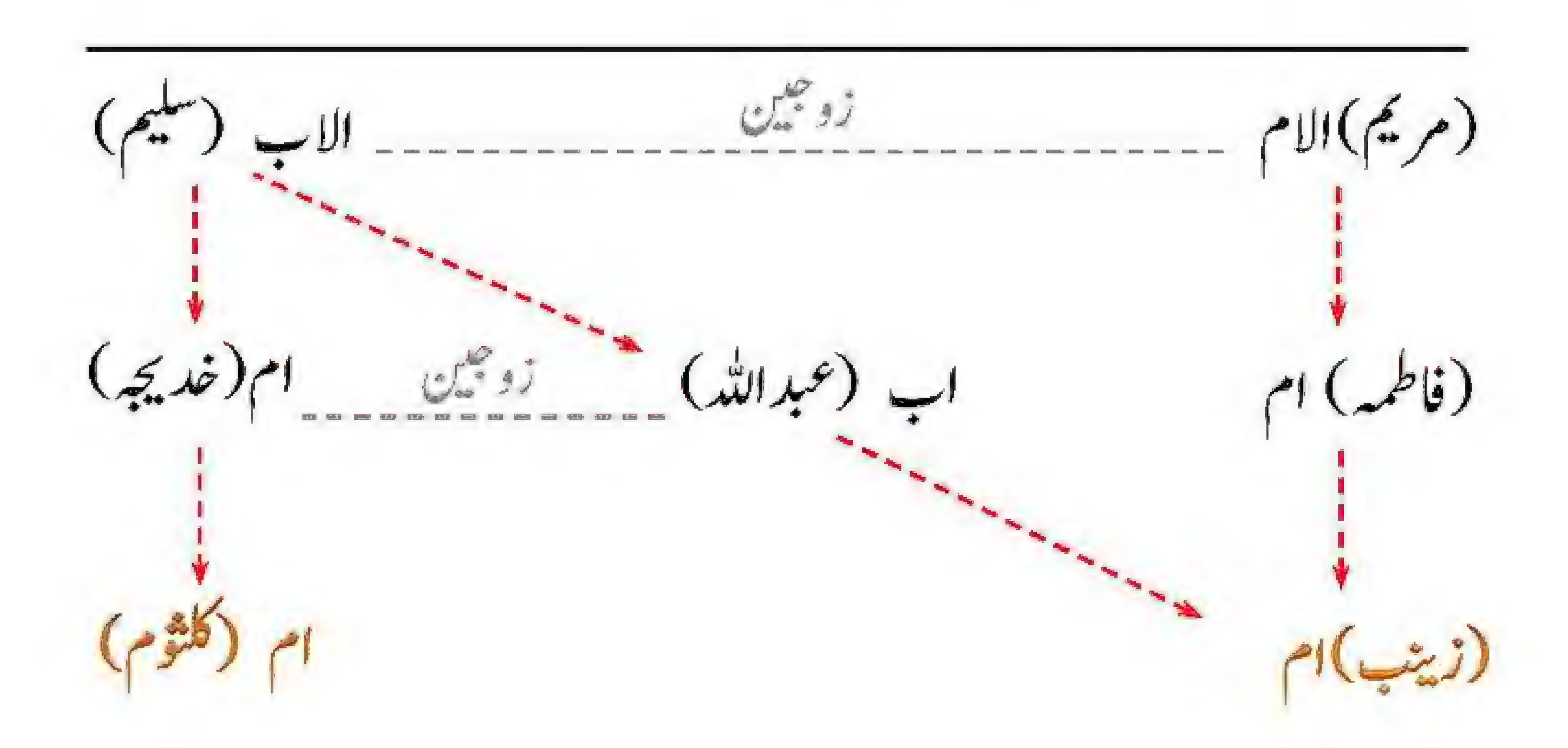
ام الام / س	ام ام الاب / م	ام اب الاب / م	ام ام الام / م	زوج / ن
1				3

جدات اگر ایک سے زیادہ ہو اوران کو سدس مل گیا ہو تو وہ ان میں برابر تقسیم ہو گا لیکن جب ایک جدہ ایک قرابت والی ہو اور دوسری دو یا زیادہ قرابتوں والی ہو تو امام ابویوسفؒ کے نزدیک سدس رءوس کے اعتبار سے تقسیم ہو گا اور طرفینؒ کے نزدیک قرابت کے اعتبار سے تقسیم ہو گا مثلا دو جدات ہیں ایک میں ایک قرابت ہے اور دوسری میں دو قرابتیں جمع ہیں تو امام ابویوسفؒ کے ہاں سدس دو پر تقسیم کیا جائے گا کیونکہ دو جدات ہیں اور طرفینؒ کے ہاں تین پر تقسیم کیا جائے گا کیونکہ قرابتیں تین ہیں پس ایک جدہ کو ایک حصہ ملے گا اور دوسری کو دو حصے ملیں گے۔

کسی جدہ میں دو یا زیادہ قرابتیں کیسی جمع ہوں گی؟ اس کیلئے دو نقشے ملاحظہ ہو، نقشہ نمبر (1) میں ایک جدہ ایک قرابت والی ہے اور دوسری جدہ دو قرابتوں والی ہیں، نقشہ نمبر (2) میں ایک جدہ ایک قرابت والی ہے اور دوسری جدہ تین قرابتوں والی ہیں۔

نقشہ (1)

میت / محمود



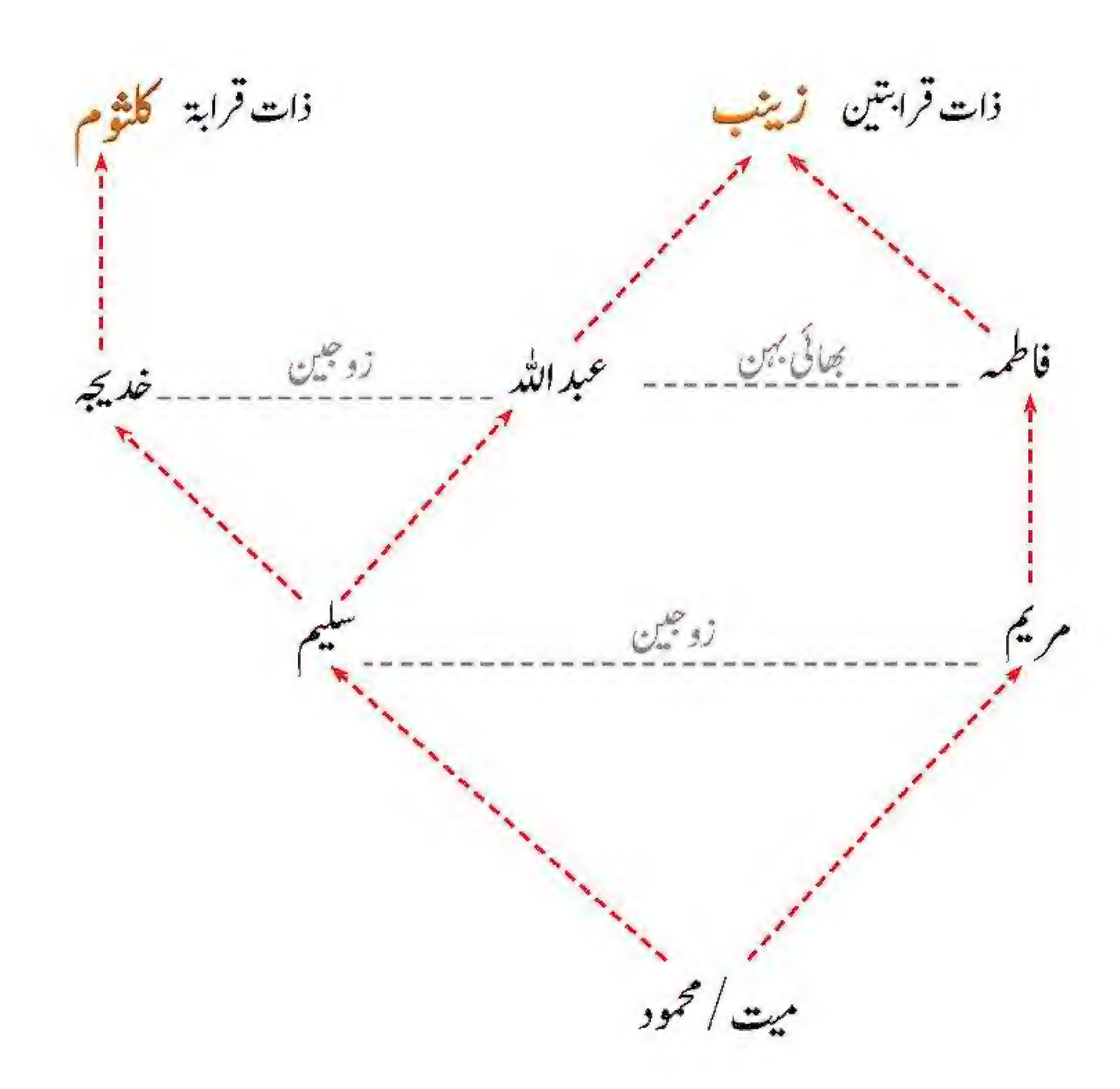
زینب دو قرابتوں والی ہے

اس طرح، محمود بن مریم بنت فاطمہ بنت زینب، یہ ایک قرابت ہوئی میت کے ساتھ، اور محمود بن سلیم بن عبد اللہ بن زینب یہ دوسری قرابت ہوئی،

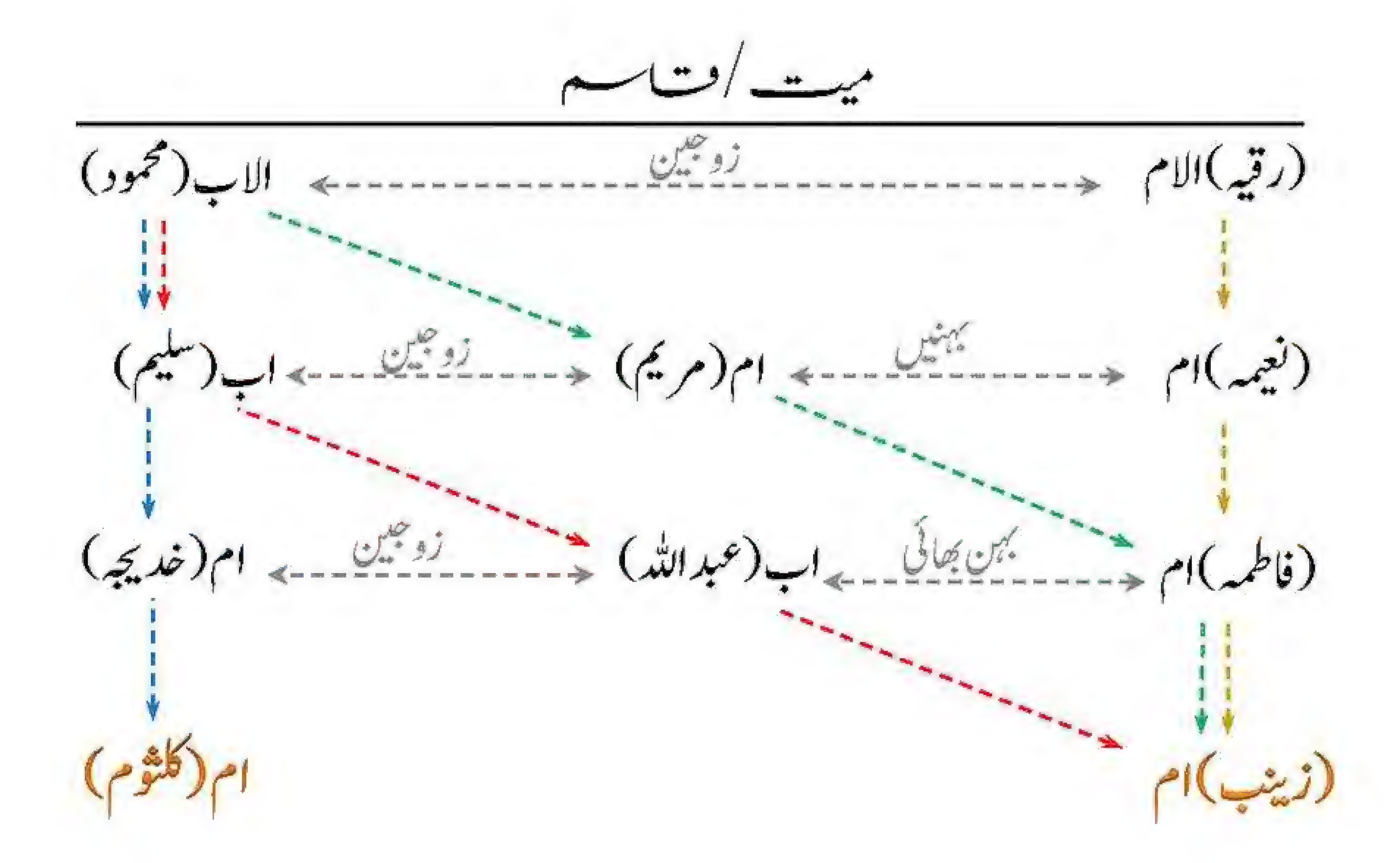
کلثوم ایک قرابت والی ہے

جیسے محمود بن سلیم بن خدیجہ بنت کلثوم۔

مذکورہ بالا نقشہ کا ایک اور انداز



نقشہ (2)



زینب تین قرابتوں والی ہے

قاسم بن رقیة بنت نعیمة بنت فاطمة بنت زینب یہ ایک قرابت

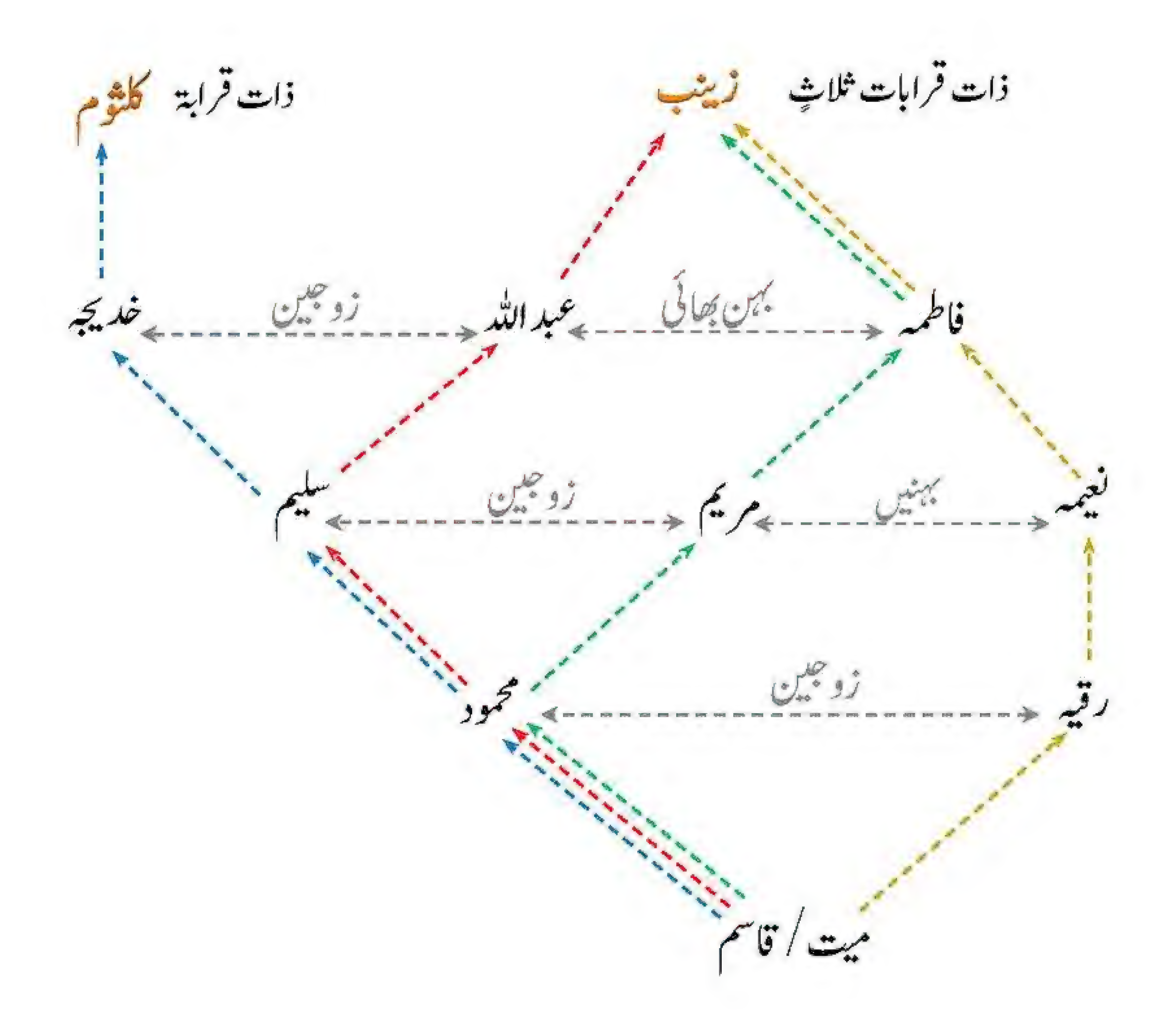
قاسم بن محمود بن مریم بنت فاطمة بنت زینب یہ دوسری قرابت،

قاسم بن محمود بن سلیم بن عبد اللہ بن زینب اور یہ تیسری قرابت ہوئی

اور کلثوم ایک قرابت والی ہے

قاسم بن محمود بن سلیم بن خدیجة بنت کلثوم،

مذکورہ بالا نقشہ کا ایک اور انداز



زینب ایک واسطہ سے قاسم کی نانی (نعیمہ) کی نانی ہے دوسرے واسطے سے دادی (مریم) کی نانی ہے اور تیسرے واسطے سے دادا (سلیم) کی دادی ہے۔

عصبات کا بیان

عَصَبات جمع ہے عَصَبة کی اور عصبة جمع ہے عاصِبٌ کی جیسے طَلَبَة جمع ہے طالب کی اور ظلمة ظالم کی، اگرچہ عاصب کلام عرب میں مسموع نہیں، اور اس کی مصدر عُصُوبة (ض) آتی ہے،

العصوبة في اللغة الإحاطةُ حولَ الشيءِ والقرابةُ لأب [1] یعنی عصوبت لغت میں کسی چیز کے گرد احاطہ کرنے کو اور پدری رشتہ کو کہتے ہیں پس عصبہ کو اس لئے عصبہ کہتے ہیں کیونکہ یہ بھی آدمی کے نسب پر احاطہ کرکے اس کی حفاظت کرتے ہیں [2] غیر دعوائے نسب نہیں کر سکتا، یا میت کا احاطہ اس طور پر ہے کہ اصل و فرع کی طرف ابٌ و ابن ہیں اور جانبین میں اخ و عم ہیں، اور

اصطلاح میں، العَصَبةُ کلُ مَن یاخُذُ ما أبقَتْہُ أصحابُ الفرائِضِ وعندَ الإنفرادِ یُحرِزُ جمیعَ المالِ

یعنی عصبہ ہر وہ شخص ہے جو ذوی الفروض سے باقی مال لیتے ہیں اور ذوی الفروض نہ ہونے کی صورت میں سارا مال لیتے ہیں۔

اور یہ اولاً دو قسم پر ہیں ① عصبہ نسبی ② عصبہ سببی

نسبی وہ عصبہ ہیں جن کا میت کے ساتھ قرابت (رشتہ) کا تعلق ہو،

سببی وہ عصبہ ہیں جن کا میت کے ساتھ عتاق کا تعلق ہو یعنی عصبہ سببی، مُعتِق ہے،

1۔ جامع العلوم فی اصطلاحات الفنون للقاضی عبد النبی بن عبد الرسول احمد نگری

2۔ تاج العروس

اگر نسبی موجود نہ ہو تو ان کے بعد سببی کو ملے گا،1

عصبہ نسبی

عصبہ نسبیہ تین قسم پر ہیں، 1 عصبہ بنفسہ، 2 عصبہ بغیرہ، 3 عصبہ مع غیرہ

1 عصبہ بنفسہ، ہر وہ مذکر جس کی نسبت میت کی طرف کرتے ہوئے درمیان میں مؤنث نہ ہو، اور یہ چار قسم پر ہیں

1. جزءُ المیت یعنی ابناء، اور ابناءُ الابناء اگرچہ نیچے تک ہو،
2. اصلُ المیت، یعنی ابُ، اور ابُ الاب، اگرچہ اوپر تک ہو،
3. جُزءُ ابِ المیت، یعنی اَخُ اور ابناءُ الاَخ، اگرچہ نیچے تک ہو،
4. جزءُ جدِ المیت، یعنی اَعمام اور ابناءُ الاعمام، اگرچہ نیچے تک ہو،

عصبات میں سب سے پہلا مستحق جزءِ میت ہے کیونکہ بیٹے بنسبت باپ کے زیادہ قریب ہیں اسلئے کہ بیٹا فرع و تابع ہے اور ابُ اصل و متبوع ہے اور تابع، متبوع کا حکم لیتا ہے نہ کہ متبوع، تابع کا، پس ابناء حکماً زیادہ قریب ہوئے میت کے نہ کہ اُباء، اگر بیٹے نہ ہوں تو پوتے مستحق ہیں کیونکہ یہ قائم مقام ہیں بیٹوں کے، اسطرح نیچے تک۔

---

1 رَوَاهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ فِي مُصَنَّفِهِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ الْحَسَنِ، قَالَ: أَرَادَ رَجُلٌ أَنْ يَشْتَرِيَ عَبْدًا، فَلَمْ يَقْضِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ صَاحِبِهِ بَيْعٌ، وَحَلَفَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِعِتْقِهِ، فَاشْتَرَاهُ، فَأَعْتَقَهُ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "إِنْ شَكَرَكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ، وَشَرٌّ لَكَ، وَإِنْ كَفَرَكَ فَهُوَ شَرٌّ لَهُ، وَخَيْرٌ لَكَ"، قَالَ: فَكَيْفَ بِمِيرَاثِهِ؟ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: "إِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ عَصَبَةٌ، فَهُوَ لَكَ"، انْتَهَى.

اگر جزء میت نہ ہو تو اصلِ میت مستحق ہے، اب مقدم ہے ابُ الاب پر اسی طرح اوپر تک، قریب کے ہوتے ہو بعید کو نہ ملے گا۔

اگر اصل میت نہ ہو تو پھر جزء اب المیت مستحق ہے ان میں اخ عینی مقدم ہے اخ علاتی پر، اوراخ علاتی مقدم ہے اخ عینی کے ابناء اور ابناء الابناء الخ...پر، اوراخ عینی کے ابناء اور ابناء الابناء الخ مقدم ہیں اخ علاتی کے ابناء اور ابناء الابناء الخ پر، کیونکہ عینی کا رشتہ علاتی کے بنسبت قوی ہے اگرچہ مؤنث ہو جیسے اخت عینی جب بنت کے ساتھ عصبہ ہو جائے تو اخ علاتی مجوب ہوتا ہے اسلئے کہ عینی، ماں شریک بھی ہے اور اخ علاتی صرف باپ شریک ہے "انّ ذَالقَرابتَین اَولیٰ مِن ذِی قرابۃٍ واحدۃٍ" اور جیسے حضور ﷺ کا ارشاد ہے "انّ اَعیانَ بنِی الاُمِّ یتَوارَثُون دُونَ بنِی العَلّات" [1] یعنی عینی بھائی بہن وارث ہوتے ہیں نہ کہ علاتی، اور ابناء کے ہوتے ہوئے ابناء الابناء کو نہیں ملے گا، اور اخ خیفی ذوی الفروض میں سے ہے۔

اگر جزء اب المیت نہ ہو تو جزء جدہ مستحق ہے، ان میں بھی عمّ عینی مقدم ہے عم علاتی پر اور عمّ علاتی مقدم ہے عم عینی کے ابناء اور ابناء الابناء الخ...پر، اور عم عینی کے ابناء اور ابناء الابناء الخ... مقدم ہیں عم علاتی کے ابناء اور ابناء الابناء الخ... پر، اگر یہ سب نہ ہوں تو میت کے اعمام کی جگہ ابُ المیت کے اعمام کو اسی ترتیب کے ساتھ ملے گا، اگر یہ بھی نہ ہوں تو جدِ میت کے اعمام کو اسی طریقہ کے ساتھ ملے گا یہی طریقہ اوپر تک سب کیلئے ہے۔

---

[1] ترمذی، مسند حمیدی، ابن ماجہ، مسند بزار،

جن کا رشتہ میت کے ساتھ قوی ہے وہ مقدم ہیں غیر قوی رشتہ والے پر جیسے ما قبل ذکر ہوا،
اور اسی طرح جو میت کے قریب ہے وہ پہلے مستحق ہے بعید سے جیسے جزء میت اقرب ہے اصل میت سے اور اصل میت اقرب ہے جزء اب المیت سے اور جزء اب المیت اقرب ہے جزء جد المیت سے،

۲۔ عصبہ بغیرہ، یہ وہ چار عورتیں ہیں جو اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ بنتیں ہے اوران کا حصہ فروض میں نصف اور ثلثان ہے، یعنی بنت، بنت الابن، اخت عینی اور اخت علاتی، جیسے کہ احوال میں مذکور ہے، اور جن عورتوں کا حصہ مقرر نہیں اوران کا بھائی عصبہ ہو تو یہ اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ نہیں بنے گی جیسے کہ پھوپی چچا کے ساتھ ہو، تو مال سارا چچا کا ہو گا، پھوپی کو بطور عصبہ کچھ نہیں ملے گا کیونکہ یہ ذوی الارحام میں سے ہے۔

۳۔ عصبہ مع غیرہ، ہر وہ مونث ہے جو دوسرے مؤنث کے ساتھ عصبہ بنتی ہے جیسے اخت عینی اور اخت علاتی، بنت یا بنت الابن کے ساتھ، عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ کی تفصیل احوال سے معلوم کی جا سکتی ہے۔

عصبہ سببی

دوسری اور آخری قسم عصبہ سببیہ ہے اور یہ مولی العَتَاقَۃ ہے مولی بمعنی مالک، ناصر، اور عتاقۃ (ض) مصدر ہے بمعنی آزاد ہونا، یہاں عتیق کے تاویل میں ہے، معنی ہو گا، آزاد شدہ غلام کا مالک یا آزاد شدہ غلام کا مدد گار، کہ عتق کی وجہ سے آقا نے غلام کی مدد کی ہے۔

جس طرح باپ بیٹے کیلئے سببِ حیات ہے اسی طرح آقا غلام کیلئے سبب حیات ہے کیونکہ اعتاق احیاء

کی طرح ہے اور رقیت ہلاکت وموت کی طرح ہے، اور حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے "الْوَلَاءُ لُحْمَةٌ كَلُحْمَةِ النَّسَب لَايُبَاعُ وَلَا يُوهَب"[1] یعنی وَلاء (عتق) رشتہ ہے نسب کے رشتہ کی طرح اسے نہ بیچا جائے گا اور نہ ہبہ کیا جائے گا (کہ غلام اپنے آپ کو کسی اور کی طرف منسوب کرنے لگے مال لیکر یا بغیر مال کے اپنی نسبت کسی کو ہبہ کر کے منتقل کرے)

الوَلاء: لغت میں نصرت ومحبت کو کہتے ہیں اور حدیث میں عِتق مراد ہے کہ ذکر مسبَب (ولاء) کا ہے اور مراد سبب (عتق) ہے[2] کیونکہ عتق کی وجہ سے آقا نے غلام کی مدد ونصرت کی اور اس حدیث کی وجہ سے آقا اور غلام کے درمیان جو قرابتِ حکمیہ قائم ہوا ہے اس کو بھی ولاء العتاقۃ اور ولاء النعمۃ کہا جاتا ہے، [3]

اور علماء فرائض کی اصطلاح میں وَلاء العتاقۃ اس آزاد شدہ غلام کے مال کو کہا جاتا ہے جو اس کے آقا کو میراث میں ملتا ہے، اور ولاء العتاقۃ میں اضافۃ المسبَب الی السبب ہے کہ مولی نے غلام پر احسان کر کے اسے آزاد کیا تھا اب آزاد شدہ غلام کے مال میں کسی درجہ میں مولی کو بھی وارث بنایا گیا اسی عتق کی وجہ سے اور یہی خوش اخلاقی کا تقاضہ تھا۔

جاننا چاہیئے کہ جب آزاد شدہ غلام فوت ہو جائے اور اس کے عصبۂ نسبی نہ ہو تو عصبۂ سببی یعنی مولی العتاقۃ کو ملے گا اگر مولی العتاقۃ بھی نہ ہو تو اس کے عصبہ نسبی کو ملے گا اسی ترتیب پر جو عصباتِ نسبی

---

[1] صحیح ابن حبان، سنن الکبری للبیہقی، المستدرک علی الصحیحین، سنن الدارمی

[2] جامع العلوم فی اصطلاحات الفنون

[3] کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم

میں ذکر کی گئی، اگر آقا کے عصبہ نسبی بھی نہ ہو تو آقا کے عصبہ سببی کو ملے گا، اگر یہ بھی نہ ہو تو آقا کے عصبہ سببی کے عصبہ نسبی کو بالترتیب ملے گا، اگر یہ بھی نہ تو آقا کے سببی کے سببی کو ملے گا،

اور ولاء، معتِق کے ذوی الفروض کو نہیں ملے گا جن میں وہ عورتیں بھی شامل ہیں جو عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ بنتیں ہیں اسلئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لیس للنساءِ مِنَ الوَلاءِ إلا ما أعْتَقْنَ أو أعتقَ مَنْ أعْتَقنَ.[1] مقصد یہ ہے کہ عورتوں کو ولاء میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا مگر اس کا ولآء جس کو عورت نے خود آزاد کیا ہو یا اس کا ولآء جس کو عورت کے آزاد کردہ غلام نے آزاد کیا ہو یا اس کا ولآء جس کو عورت نے مکاتَب بنایا ہو یا اس کا ولآء جس کو عورت کے مکاتب نے مکاتَب بنایا ہو یا اس کا ولآء جس کو عورت نے مدبر بنایا ہو یا اس کا ولآء جس کو عورت کے مدبر نے مدبر بنایا ہو یا عورت کے معتَق نے ولآء کھینچ لیا یا عورت کے معتَق کے معتَق نے ولآء کھینچ لیا،

ان آٹھ صورتوں میں ولاء عورت کیلئے ہوگی جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے

① عورت نے اپنا غلام مفت آزاد کیا غلام فوت ہوا اور اسکے نسبی عصبات نہیں تو معتِقہ کو ملے گا،

② عورت نے اپنا غلام مفت آزاد کیا، آزاد شدہ غلام نے ایک دوسرا غلام آزاد کر کے خود فوت ہوا،

---

[1] قُلْت: غَرِيبٌ، وَأَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ (فی السنن فی کتاب الولاء باب لاترث النساء الولاء ص306 ج10) عَنْ عَلِي وَابْنِ مَسْعُودٍ، وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُمْ كَانُوا يَجْعَلُونَ الْوَلَاءَ لِلْكَبِيرِ مِنْ الْعَصَبَةِ، وَلَا يُوَرِّثُونَ النِّسَاءَ مِنْ الْوَلَاءِ إلَّا مَا أَعْتَقْنَ، أَوْ أَعْتَقَ مَنْ أَعْتَقْنَ، انْتَهَى. وَأَخْرَجَ أَيْضًا عَنْ إبْرَاهِيمَ. قَالَ: كَانَ عُمَرُ، وَعَلِيٌّ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ لَا يُوَرِّثُونَ النِّسَاءَ مِنْ الْوَلَاءِ، إلَّا مَا أَعْتَقْنَ (نصب الرایۃ) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَيْسَ لِلنِّسَاءِ مِنَ الْوَلاَءِ شَيْءٌ إِلاَّ مَا أَعْتَقَتْ هِيَ فِي نَفْسِهَا - اسناده صحيح الي ابراهيم (مسند دارمی)

پھر دوسرا غلام بھی فوت ہوا، تو اس کا مال اس کے سببی عصبہ کے سببی عصبہ کو ملے گا جو کہ عورت ہے، کیونکہ دوسرے غلام کے نہ نسبی عصبات ہیں اور نہ سببی (غلام اول) اور نہ سببی عصبہ کے نسبی عصبات ہیں،

③ عورت نے بدلِ کتابت کے عوض غلام (مکاتب) آزاد کیا، اور وہ فوت ہوا، اور اسکے عصبہ نسبی نہیں تو سببی (عورت) مستحق ہے،

④ عورت نے بدلِ کتابت کے عوض غلام (مکاتب) آزاد کیا، اس نے دوسرے غلام (مکاتب) کو بدلِ کتابت کے عوض آزاد کر کے خود فوت ہوا پھر دوسرا مکاتب بھی فوت ہوا اور اس کے نہ نسبی عصبات ہیں اور نہ سببی (مکاتب اول)، اور نہ سببی کے نسبی عصبات ہیں تو سببی کے سببی (عورت) مستحق ہیں،

ملاحظہ: آقا اپنے غلام سے کہے اتنی قیمت مثلا ہزار روپے دے دو تو تم آزاد ہو، غلام نے قبول کیا تو یہ عقد کتابت ہے اور، اب غلام عبدِ مکاتَب ہے، اور جو قیمت غلام ادا کرے گا وہ بدل کتابت ہے، اور اگر آقا کہے میرے مرنے کے بعد آپ آزاد ہے تو مرنے کے بعد آزاد ہو گا اور یہ تدبیر ہے، اب غلام کو مُدَبَّر کہتے ہیں۔

⑤ عورت نے غلام کو مدبر بنایا، غلام (مدبّر) فوت ہوا، اور اس کے نسبی عصبات نہیں تو سببی عصبہ (عورت) مستحق ہے،

⑥ عورت نے غلام کو مدبر بنایا غلام (مدبّر) نے دوسرے غلام کو مدبر بنا کر خود فوت ہوا پھر دوسرا

مدبر بھی فوت ہوا، اوراس کے نہ نسبی عصبات ہیں اور نہ سببی (مدبر اول) اور نہ سببی کے نسبی عصبات ہیں، توسببی کے سببی (عورت) مستحق ہے،

سوال: مدبر تو مولی کے مرنے کے بعد آزاد ہوتا ہے جب عورت فوت ہوئی توپانچوی صورت میں اپنے مدبر کا ولاء اور چھٹی صورت میں اپنے مدبر کے مدبر کا ولاء کیسے حاصل کرے گی؟

جواب: اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ عورت نعوذباللہ مرتد ہوکر دارالحرب چلی گئی اور جو مرتد ہو کر دارالحرب جاتا ہے وہ حکما مردہ قرار دیا جاتا ہے پس قاضی نے دونوں صورتوں (پانچوی، چھٹی) میں مدبر کے آزادی کا حکم کیا پھر عورت اسلام قبول کرکے دوبارہ دارالاسلام میں آگئی، لہذا عورت کے مرنے کے بغیر مدبر آزاد ہوا، آگے...یہ مدبر فوت ہوتو عورت اس کی وارثہ، اوراگراس نے دوسرے کو مدبر بنایا تھاتو اس کی بھی وارثہ ہوگی، جیسا کہ ابھی گذرا،

ایک جواب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عورت نہ مرتد ہوئی نہ دارالحرب گئی ہے بلکہ فوت ہوکر مدبر آزاد ہوا، جب یہ مدبر فوت ہوتو اس کا مال عورت کے عصبہ نسبی کو ملے گا بشرطیکہ مدبر کے عصبہ نسبی نہ ہو، پس عورت کے عصبہ نسبی کوملنا عورت ہی کے واسطہ سے ہے گویا عورت نے اپنے مدبر یا اپنے مدبر کے مدبر کا ولاء حاصل کیا، اگر بعینہ عورت کو اس کے احسان (اعتاق بصورتِ تدبیر) کا صلہ نہیں ملا، تواس کے خاندان کو تو مل گیا، پس عورت کو ولاء مل گیا لیکن حکما، (واللہ اعلم)

⑦ عورت نے اپنے غلام کا نکاح دوسرے آقا کے آزاد کردہ باندی کے ساتھ کردی ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا چونکہ بچہ رقیت اور حریت میں ماں کا تابع ہوتا ہے، گویا بچہ بھی دوسرے آقا کا آزاد کردہ غلام ہوا، یہ بچہ جب فوت ہوجائے تو اس کا ولاء دوسرے آقا کیلئے ہوگا، کیونکہ ابھی تک اس کا باپ غلام

ہے اور رقیت موانعِ ارث میں سے ہے، اس کے بعد عورت نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا اب اگر بچہ فوت ہو گا تو اس کا ولاء باپ کو بطور عصبہ نسبی ہونے کے ملے گا اور ماں کے آقا کو کچھ بھی نہیں ملے گا اسلئے کہ وہ عصبہ سببی ہے جسکا نمبر بعد میں ہے اور باپ کے واسطہ سے باپ کے معتِقة کو ملے گا جبکہ باپ نہ ہو، پس باپ نے بچے کا ولاء آزادی کی وجہ سے اپنی طرف کھینچ لیا، پھر عورت کی طرف کھینچ لیا،

⑧ عورت نے اپنے غلام کو آزاد کیا، اس غلام نے دوسرا غلام خرید کر اس کا نکاح کسی دوسرے آقا کے آزاد شدہ باندی کے ساتھ کر دی ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا، جب بچہ فوت ہو تو اس کا ولاء ماں کے آقا کو ملے گا لیکن جب عورت کے آزاد کر دہ غلام نے اپنے شادی شدہ غلام کو آزاد کر دیا تو اب بچے کا ولاء شادی شدہ غلام کو ملے گا جو کہ بچے کا باپ ہے پھر عورت کے آزاد کر دہ غلام کو ملے گا جب باپ نہ ہو، پھر عورت کو ملے گا جبکہ اس کا آزاد کر دہ غلام نہ ہو، پس شادی شدہ غلام نے ولاء کھینچ لیا اپنی طرف، پھر آزاد کر دہ غلام کی طرف، پھر عورت کی طرف۔

ولو ترك أبَ المعتِق...

اگر آزاد کر دہ غلام نے معتِق کا باپ اور بیٹا چھوڑا تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک باپ کیلئے سدسِ ولاء اور باقی ابن کیلئے ہے اسلئے کہ ظاہراً دونوں کا رشتہ میت کے ساتھ بلاواسطہ ہے جیسے اگر وہ اپنے باپ اور بیٹے کو چھوڑ تا تو سدس باپ کیلئے اور باقی ابن کیلئے ہوتا، اسی طرح ابِ معتِق اور ابنِ معتِق کیلئے بھی ہے، اور طرفینؒ کے نزدیک ولاء سب کے سب ابن کیلئے ہے اور ابُ کے لئے کچھ بھی نہیں اسلئے کہ ابُ، ابن کے ساتھ عصبہ نہیں بنتا، اور یہاں ولاء معتِق کے عصبہ کیلئے ہے

اوراگر ابْ کی جگہ ابن کے ساتھ جد چھوڑے تو ولاء سب کے سب ابن کیلئے ہے اور جد کیلئے کچھ بھی نہیں بالاتفاق، امام ابویوسفؒ کے نزدیک بھی جد کیلئے کچھ نہیں اس لئے کہ ابن ظاہرًا جد سے اقرب الی المیت ہے اور طرفینؒ کی دلیل وہی ہے جو پہلے بیان ہوئی کہ جد، ابن کے ساتھ عصبہ نہیں بنتا، اور یہاں ولاء معتِق کے عصبہ کیلئے ہے۔

ومن ملك ذا رحمٍ محرمٍ...

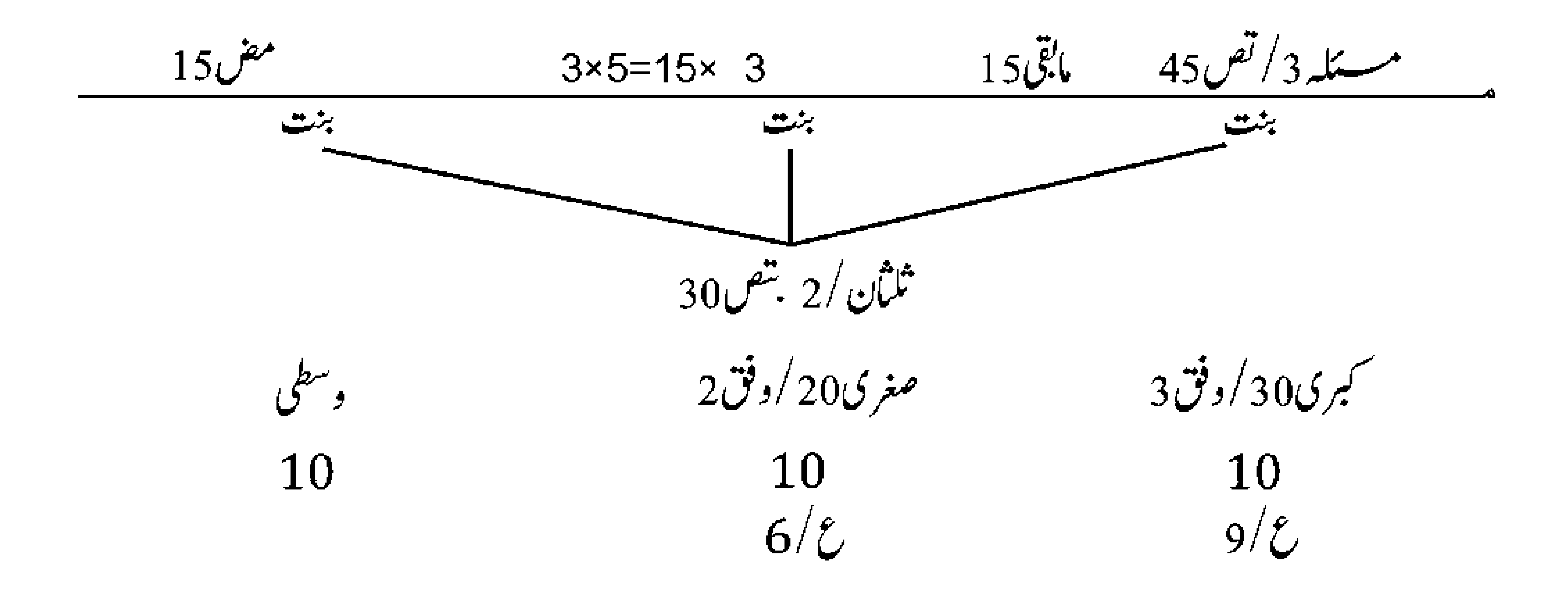
پہلے یہ سمجھ لے کہ ذی رحم محرم وہ ہے جس کے ساتھ ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہو جیسے اصول وفروع، بھائی، بہن اوران کی اولاد، پھوپی خالہ، چچاماموں، اور ذی رحم وہ رشتہ دار ہے جسکے ساتھ نکاح جائز ہو، جیسے چچازاد، ماموں زاد، خالہ زاد، اور پھوپی زاد بھائی بہن، اور صرف محرم وہ ہے جو رشتہ دار تو نہ ہو لیکن اسکے ساتھ نکاح حرام ہو جیسے رضاعی بھائی بہن وغیرہ،

ان میں صرف ذی رحم محرم ملک میں آتے ہی مالک پر آزاد ہوتے ہیں باقی آزاد نہیں ہوتے،

جو اپنے کسی محرم رشتہ دار کا مالک ہوا تو وہ مالک پر آزاد ہو گا اور اس کا ولاء بقدرِ ملک، مالک کو ملے گا،

مثلاً تین بنات ہیں کُبریٰ، صُغریٰ، وُسطیٰ، ان میں کبری کیلئے تیس دینار اور صغری کیلئے بیس دینار ہیں ان دونوں نے ملکر اس پر باپ خریدا، ملک میں آتے ہی آزاد ہو گا جب باپ فوت ہو تو اول تینوں بنات کو ثلثان بطورِ فرض ملے گا باقی عصبہ نسبی کو ملے گا اگر ہو، ورنہ عصبہ سببی (کبری اور صغری) کو اپنے ملک کے بقدر ملے گا، یعنی باقی کو پانچ حصے کر کے کبری کو تین حصے اور صغری کو دو حصے ملیں گے۔

جیسے



مسئلہ تین سے بنا، دوبطور فرض تینوں بنات کو مل گیاباقی ایک بچااسے ہم نے بطور ولاء کبری اور صغری کو دیا، چونکہ دو، تین پر برابر تقسیم نہیں ہوتا، اور چونکہ ایک دو پر بقدر ملک تقسیم ہو گا اسلئے یہ بھی برابر تقسیم نہیں ہوتا، پس تصحیح کی ضرورت پڑی، عدد رءوس (3) اور سہام (2) میں نسبت تباین تھی اسلئے تین ایک طرف محفوظ کیا، پھر کبری اور صغری کی مالیت میں نسبت توافق تھی تیس کاوُفق تین اور بیس کاوُفق دو، اور عددِ عاددَس ہے مجموعۂ وفقین پانچ ہے جس کو کبری وصغری کے رءوس کا قائم مقام بنایا گیا یہاں بھی عدد رءوس (5) اور سہام (1) میں نسبت تباین تھی اسلئے پانچ ایک طرف محفوظ کیا، چونکہ محفوظ کردہ اعداد تین اور پانچ میں بھی نسبت تباین تھی اس لئے ایک کو دوسرے میں ضرب دے کر مبلَغ (15) کو پھر ضرب دیا اصل مسئلہ (3) میں تو تصحیح پینتالیس سے ہوئی اور مضروب پندرہ ہوا، مضروب کو سہام (2) میں ضرب دے کر مبلغ (30) تین بنات کو بطور فرض مل گیا، فی کس کا حصہ دس ہو گا باقی پندرہ بچا، پھر مضروب کو کبری وصغری کی سہام (1) میں ضرب دیکر مبلغ (15) دونوں کو بطور ولاء مل گیا اسی پندرہ کو مجموعۂ وفقین (5) پر تقسیم کرکے حاصلِ قسمت

(3) کو تین میں ضرب دیا مبلغ (9) کبری کا حصۂ ولاء نکلا جس کو حصۂ فرض کے ساتھ جمع کرنے سے اس کا کل حصہ اُنیس بنتا ہے، پھر حاصلِ قسمت (3) کو دو میں ضرب دیا مبلغ (6) صغری کا حصۂ ولاء نکلا، حصۂ فرض کے ساتھ جمع کرنے سے اس کا کل حصہ سولہ بنتا ہے۔

نوٹ: یہ مسئلہ باب التصحیح پڑھنے کے بعد دوبارہ دیکھ لے تو آسانی سے سمجھ میں آئے گا

ان شاء اللہ



حجب کا بیان

حَجْب(ن) لغت میں چھپانے اور روکنے کو کہتے ہے اسی سے حاجب (دربان) اور حِجاب (پردہ) بھی ہے، اور اصطلاح میں کسی وارث کی موجودگی کی وجہ سے دوسرے وارث کو کل یا بعض میراث سے محروم کرنا، اگر کل میراث سے محروم کیا گیا تو اسے محجوب بحجبِ حرمان کہتے ہے اور اگر بعض میراث سے محروم کیا گیا تو اسے محجوب بحجبِ نقصان کہتے ہے، محجوب بحجبِ حرمان کو محروم بھی کہا جاتا ہے لیکن **اصطلاحاً محجوب و محروم میں فرق** کیا گیا ہے،

محروم وہ شخص ہے جو موصوف بموانعِ ارث ہو، جیسے قاتلِ مورث، رقیق وغیرہ اس کی تفصیل موانعِ ارث کی فصل میں گذر چکی ہے۔

محجوب بحجب نقصان پانچ افراد ہوتے ہیں، زوجین، اُم، بنت الابن، اور اختِ علاتی،

احوال سے ان کی تفصیل واضح ہے، یہاں ایک مثال ملاحظہ ہو،

مسئلہ 24

زوج / ربع	بنت الابن / سدس	بنت / ن
6	4	12

دیکھئے اس مثال میں اگر بنت نہ ہوتی تو بنت الابن کو نصف ملتا، اور اگر بنت و بنت الابن نہ ہوتیں تو زوج کو نصف ملتا، لیکن بنت نے بنت الابن کو بڑے حصے (نصف) سے چھوٹے حصے (سدس) کی طرف منتقل کیا اور ان دونوں نے زوج کو بڑے حصے (نصف) سے چھوٹے حصے (ربع) کی طرف

منتقل کیا، اس میں زوج اور بنت الابن دونوں محجوب بحجبِ نقصان ہیں ، بنت الابن کیلئے حاجب (روکنے والا) بنت ہے اور زوج کیلئے بنت اور بنت الابن دونوں ہیں یا ان میں سے ایک بھی حاجب بن سکتی ہے۔

اور چھ ورثاء کبھی بھی محجوب بحجبِ حرمان نہیں ہوتے ،وہ یہ ہیں،ابوین، زوجین، ابن اور بنت،ان کے علاوہ کبھی محجوب ہوتے ہیں کبھی نہیں،چاہے ذوی الفروض میں سے ہو یا عصبہ میں سے، جیسے اخ عینی،اخت عینی،اخ علاتی،اخت علاتی،اخ خیفی،اخت خیفی،ابن الابن،بنت الابن، جد، جدہ، اوراعمام وغیرہ،اور ان کا حرمان وعدمِ حرمان دو قاعدوں پر مبنی ہے

❶ واسطہ کے ہوتے ہوئے ذوواسطہ محجوب الحرمان ہوں گے،

مگر اس قاعدہ سے اولاد الاُم مستثنی ہیں کہ واسطہ (اُم) کے ہوتے ہوئے ذوواسطہ (اولاد) محجوب نہیں ہوتے کیونکہ اُم جمیع ترکہ کا مستحق نہیں ہے۔

❷ قریب کے ہوتے ہوئے بعید محجوب ہوں گے،

جیسا کہ عصبات میں ذکر ہوا ہے لیکن یہ قاعدہ عصبات کے ساتھ خاص نہیں،ان کے غیر میں بھی جاری ہوتا ہے جیسے جدات،اُم کی وجہ سے،بنات الابن،دوبنات کی وجہ سے،اوراخواتِ علاتی، دواختِ عینی کی وجہ سے محجوب ہوتی ہیں۔

اور ہمارے نزدیک محروم (موصوف بمانعِ ارث جیسے کفر، قتل وغیرہ) کسی کو محجوب نہیں کرتا نہ حجبِ نقصان کے ساتھ اور نہ حجبِ حرمان کے ساتھ،اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک محروم، حجبِ نقصان کے ساتھ محجوب کرتا ہے نہ کہ حجبِ حرمان کے ساتھ، جیسے

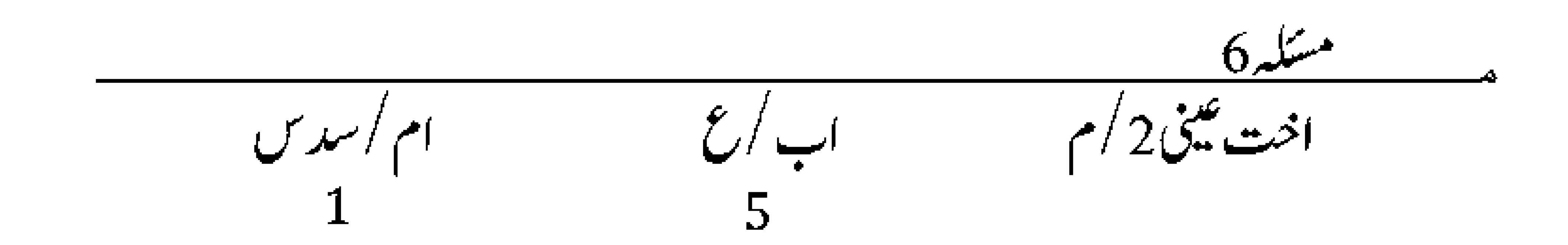
مسئلہ 24

زوجہ	اخت خیفی	ابن کافر / محروم
ثمن / 3	سدس /4	
عند ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ	بالاتفاق	

ابن کافر ہمارے نزدیک کالعدم ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک کسی وارث کو مجوب الحرمان بنانے کے حق میں کالعدم ہے اور مجوب النقصان بنانے کے حق میں معتبر ہے،

پس ابن کافر نے زوجہ کو ربع سے ثمن کی طرف منتقل کیا اور اخت خیفی کو ساقط نہیں کیا، اور مسئلہ چوبیس سے بنا، اور ہمارے نزدیک زوجہ کو ربع ملے گا اور مسئلہ بارہ سے بنے گا،

اور جو خود مجوب ہو وہ دوسروں کو مجوب کرتا ہے بالاتفاق جیسے دو یا زیادہ بھائی بہن جس جہت سے بھی ہو، ابِ کے ساتھ مجوب الحرمان ہوتے ہیں لیکن اُم کو پھر بھی مجوب کرتے ہیں ثلثِ کل سے سدس کی طرف، اگر ام کے ساتھ دو بھائی بہن نہ ہوتے تو ام کو ثلثِ کل ملتا، لیکن انہوں نے بڑے حصے (ثلث کل) سے چھوٹے (سدس) کی طرف منتقل کیا، جیسے



مسئلہ 6

اخت عینی 2 / م	اب / ع	ام / سدس
	5	1

اگر یہ دو اختِ عینی (نعوذ باللہ) کافر ہوتیں تو ہمارے نزدیک اُم کو ثلثِ کل سے سدس کی طرف منتقل نہ کرتیں، اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک پھر بھی منتقل کرتیں۔

مخارجِ فروض کابیان

مخارج جمع ہے مخرج کی، مَخْرَج، ظرف مکان ہے خروج(ن)مصدر سے بمعنی "نکلنے کی جگہ"

فروض جمع ہے فرض کی فَرَض(ض) بمعنی "معین کرنا" وغیرہ اور اصطلاح میں حصہ مراد ہے،

مخارج الفروض کا مطلب ہو گا" حِصَص کی جائے خروج"

مخرج اصطلاح میں: اس عدد کو کہتے ہے جس سے ورثہ کو حصے دئے جاتے ہیں اور مخرج کو اصل مسئلہ یا صرف مسئلہ بھی کہا جاتا ہے،

جان لو کہ وہ حصے جو کتاب اللہ میں مقرر ہیں، دو قسم پر ہیں،

پہلی قسم، نصف، ربع، ثمن ہیں، اور دوسری قسم، ثلثان، ثلث، اور سدس ہیں تضعیف و تنصیف کے لحاظ سے، اس کی تفصیل "فروض مقدرہ اور مستحقین کی پہچان" میں گذر چکی ہے،

اس باب میں مخارج فروض کے تین قاعدوں کا ذکر ہیں جن کو ہم احوال سے پہلے ذکر کر چکے ہیں البتہ مذکورہ **عبارت کی تھوڑی سی وضاحت** ملاحظہ ہو،

وَإِذَا جاءَ مَثنیٰ أوثُلُثُ وهما مِن نوع واحد فكل عدد (أی فالمخرج او فالمسئلة كل عدد) يكون مخرجا لجزء (أی يصح خروجُ جزءٍقليلٍ منه فالجزءخارج والعدد مَخرَج، الجزءهوالفرض) فذلك العددايضا يكون مخرجا لضِعفِ ذلك الجزء ولضعف ضعفه كالستة هی مخرج للسدس ولضِعفِه ولضعفِ ضعفِه،

مقصد یہ کہ جب دو یا تین حصے ایک نوع سے آجائے یعنی دونوں نوعوں کا اختلاط نہ ہو تو مخرج وہ عدد ہو گا جس سے سب سے چھوٹا حصہ (بغیر کسر کے) نکل سکے اور اُسی عدد سے چھوٹے حصے کا دوچند بھی نکل سکے اور دوچند کے دوچند بھی نکل سکے جیسے جب ثلثان اور سدس مسئلہ میں آئے تو ہم نے مخرج چھ بنانا ہے کیونکہ اس سے سدس(1) جو کہ چھوٹا حصہ ہے بغیر کسر کے نکلتا ہے، اس کا دوچند یعنی ثلث(2) بھی نکلتا ہے اور دوچند کا دوچند یعنی ثلثان(4) بھی نکلتا ہے،

اسی طرح پہلے نوع سے مثلاً نصف اور ثمن آئے تو مخرج آٹھ ہو گا کیونکہ اس سے ثمن(1) جو کہ چھوٹا حصہ ہے بغیر کسر کے نکلتا ہے اور یہ آٹھ ثمن کے دوچند ربع(2) کا بھی مخرج ہے اور دوچند کے دوچند نصف(4) کا بھی مخرج ہے۔

مصنفؒ نے حصہ سے تعبیر جزء کے ذریعہ کیا کیونکہ حصہ مخرج کا جز ہوتا ہے اور اسی سے نکالا جاتا ہے

نوٹ: اگر کسی مسئلہ میں صرف عصبات یا ذوی الارحام ہو تو مسئلہ ان کے عدد رءوس سے بنے گا ان میں ایک مذکر کو دو مؤنث کے برابر شمار کرے مثلاً دو بیٹے اور ایک بیٹی ہو تو مسئلہ پانچ سے بنے گا اور اگر صرف دو بیٹے ہو تو مسئلہ دو سے بنے گا۔

عَول کا بیان

عول کی لغوی تعریف: عَول(ن) مصدر ہے بمعنی (1) ظلم کرنا، (2)غلبہ پانا، کہا جاتا ہے "عِیلَ صَبْرُہ أی غُلِب "اس کا صبر مغلوب ہوا یعنی جاتا رہا، (3) گھٹنا، کم ہونا،

اصطلاحی تعریف: مخرج پر اجزائے مخرج میں سے زیادتی کرنا جب حصے زیادہ ہو اور مخرج کم ہو، تاکہ نقصان میں سب اپنے اپنے حصوں کے بقدر برابر کے شریک ہو جائیں، جیسے

مسئلہ 6 / ع8

اخت عینی 2 / ثلثان	اخت خیفی / س	زوج / ن
4	1	3

دیکھئے مذکورہ مثال میں وارثین کا مجموعۂ حصص (8) زیادہ ہیں جسکو اوپر عیّن کے ساتھ لکھا گیا ہے اور مخرج (6) کم ہے، اگر ہم ایسی صورت میں کسی ایک وارث کو درمیان سے ہٹادے تاکہ بقیہ ورثہ کو پورا حصہ مل جائے تو یہ ممکن نہیں کیونکہ اس کی وراثت قطعی الثبوت ہے اور اگر کسی ایک وارث کا حصہ کم کرنا چاہے تو یہ بھی ناجائز ہے کہ پورا نقصان ایک ہی برداشت کرے پس اقتضاءً سب کو نقصان میں شریک کیا گیا بایں طور کہ اب مخرج کے چھ اجزاء کے بجائے آٹھ اجزاء کریں گے اور اسی آٹھ سے دو اخت عینی کو چار اور اخت خیفی کو ایک اور زوج کو تین حصے ملیں گے اور ظاہر ہے کہ آٹھ میں سے چار حصے کم ہوں گے ان چار حصوں سے جو چھ میں سے نکالے جائے مثلاً ساٹھ (60) روپے کو پہلے چھ (6) پر تقسیم کرکے پھر حاصل قسمت کو چار (4) میں ضرب دے تو مبلغ چالیس

(40)ہو گا،اور اگر ساٹھ(60) کو پہلے آٹھ(8)پر تقسیم کر کے حاصلِ قسمت کو چار(4) میں ضرب دے تو مبلغ تیس(30) ہو گا اسی طرح ہر ایک وارث کے حصہ سے بقدرِ حصہ کمی ہو جائے گی اور سب نقصان میں برابر کے شریک ہو جائیں گے،

اس سے لغوی اور اصطلاحی تعریف میں مناسبت بھی واضح ہوئی کہ مخرج، سہام(حصوں) سے کم پڑ گیا اسلئے کہتے ہیں کہ مسئلہ میں عول ہے اور جس مسئلہ میں عول ہو اُسے عائلہ کہا جاتا ہے اور یا اس وجہ سے ایسے مسئلہ کو عائلہ کہا گیا کہ اس میں سہام، مخرج پر غالب ہوتے ہیں، اور یا اس لئے کہ اس میں زیادہ سہام کا بوجھ چھوٹے مخرج پر ڈال دیا گیا جس کی تاب مخرج نہ لا سکے اور مذکورہ بالا مسئلہ میں چھ کے بجائے آٹھ ٹکڑے ہو گیا گویا مخرج پر ظلم کیا گیا،(راقم الحروف)

عوؔل کا حکم سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا اور کسی نے انکار نہیں کیا پس **عول پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع** ہوا،[1]

یہ بات تو ما قبل مخارجِ فروض کے قواعد سے معلوم ہوئی ہو گی کہ مخارج کل سات ہیں،

اثنان(2) اربعۃ(4)، ثمانیۃ(8)، ثلثۃ(3)، ستۃ(6)، اثنا عشر(12)، اربعۃ وعشرون(24)

ان میں چار کا عول نہیں آتا، اور وہ یہ ہے،

اثنان(2)، ثلثۃ(3)، اربعۃ(4)، ثمانیۃ(8)

---

[1] (وأول من حكم بالعول عمر رضي الله تعالى عنه)فإنه وقع في صورة ضاق مخرجها عن فروضها فشاور الصحابة فأشار العباس إلى العول فقال أعيلوا الفرائض فتابعوه على ذلك ولم ينكره أحدإلا ابنه بعدموته (ردالمحتار على الدر المختار لابن عابدين)

اور تین کا عول کبھی آتا ہے اور کبھی نہیں، اور وہ یہ ہے،

ستۃ(6)، اثنا عشر(12)، اربعۃ وعشرون(24)

چھ(6) کا عول دس(10) تک آتا ہے طاق اور جفت، یعنی اس کا عول سات(7)، آٹھ(8)، نو(9) اور دس(10) ہے،

سات کی مثال

مسئلہ 6/ع7

زوج/ن	اخت عینی/ن	اخت خیفی/س
3	3	1

آٹھ کی مثال

مسئلہ 6/ع8

زوج/ن	اخت عینی2/ ثلثان	ام/س
3	4	1

نو کی مثال

مسئلہ 6/ع9

زوج/ن	اخت عینی2/ ثلثان	اخ خیفی3/ ثلث
3	4	2

دس کی مثال

مسئلہ 6/ع10

زوج/ن	اخت عینی5/ ثلثان	اخت خیفی3/ ثلث	ام/س
3	4	2	1

اور بارہ(12)کا عول سترہ(17) تک آتا ہے صرف طاق نہ کہ جفت،یعنی اس کا عول تیرہ(13)
پندرہ(15) اور سترہ(17)ہے

تیرہ کی مثال

مسئلہ 12 / ع13

زوجہ / ربع	اخت عینی 3 / ثلثان	اخ خیفی / س
3	8	2

پندرہ کی مثال

مسئلہ 12 / ع15

زوجہ / ربع	اخت عینی 6 / ثلثان	اخ خیفی 4 / ثلث
3	8	4

سترہ کی مثال

مسئلہ 12 / ع17

زوجہ / ربع	اخت عینی 7 / ثلثان	اخ خیفی 2 / ثلث	ام / س
3	8	4	2

اور چوبیس(24)کا عول صرف ستائیس(27) آتا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل مسئلہ میں ہے جس کو مسئلۂ منبریہ کہا جاتا ہے اسلئے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ زوجہ کے تین حصے تو چوبیس کا ثمن ہے اب جب عول ستائیس ہے تب بھی تین حصے ہیں تو زوجہ کو ثمن کہاں ملا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فی الفور جواب دیا "صَارَ ثُمُنُهَا تُسُعًا" کہ اب زوجہ کا آٹھواں حصہ نواں حصہ ہو گیا، اور بدستور خطبہ میں مشغول ہوئے (بیہقی،نہایہ،الاختیار لتعلیل المختار،وغیرہ)

مثال

مسئلہ 24/ع 27

زوجہ/ ثمن	بنت 2/ ثلثان	اب/ س	ام/ س
3	16	4	4

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک چوبیس (24) کا عول اکتیس (31) بھی آتا ہے جیسے

مسئلہ 24/ع 31

زوجہ/ ثمن	ام/ س	اخت خ 2/ ثلث	اخت ع 2/ ثلثان	ابن کافر/ محروم
3	4	8	16	

اس اختلاف کا منشا بھی وہی ہے جو پہلے گذرا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک محروم حاجبِ نقصان بنتا ہے اور ہمارے نزدیک نہیں بنتا، مذکورہ بالا مسئلہ ہمارے نزدیک بارہ (12) سے بنے گا اور اس کا عول سترہ (17) آئے گا جیسے

مسئلہ 12/ع 17

زوجہ/ ربع	ام/ س	اخت خ 2/ ثلث	اخت عینی 2/ ثلثان	ابن کافر/ محروم
3	2	4	8	

مسئلہ عادلہ ورابحہ: جس مسئلے کا مخرج، سہام سے تنگ نہ ہو بلکہ، مخرج اور سہام ایک دوسرے کے مساوی ہو تو اسے مسئلہ عادلہ کہا جاتا ہے اور جس میں مخرج، سہام سے بڑا ہو، اسے رابحہ کہا جاتا ہے۔

دو عددوں میں نسبتِ تماثل، تداخل، توافق، اور تباین کی پہچان کا بیان

ملاحظہ: نسبت بین الاعداد کی پہچان آئندہ باب التصحیح کیلئے موقوف علیہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

عدد لغت میں شمار، گنتی، کو کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں "مَاتَأَلَّفَ مِنْ اٰحادٍ" کو کہتے ہے، یعنی جو مرکب ہو آحاد (جمع احد بمعنی ایک) سے، اور عدد کی خاصیت یہ ہے کہ یہ ہمیشہ اپنے حاشِیتَیْن (اوپر، نیچے کے کنارے) کے مجموعے کا نصف ہوتا ہے جیسے دو (2) کہ اسکے اوپر تین (3) اور نیچے ایک (1) ہے دونوں کا مجموعہ چار (4) ہے جس کا نصف وہی دو (2) ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ایک (1) عدد نہیں، عدد دو (2) سے شروع ہوتا ہے۔

تماثل: لغت میں بمعنی "باہم مشابہ ہونا"

اور اصطلاح میں " ایک عدد کا دوسرے عدد کے ساتھ تعداد میں مساوی (برابر) ہونے" کو کہتے ہے جیسے تین (3) اور تین (3)،

تداخل: لغت میں بمعنی "ایک دوسرے میں داخل ہونا"

اور اصطلاح میں چار تعریفیں کی گئی ہیں،

❶ دو مختلف اعداد میں عددِ اقل، اکثر کو شمار کرکے مکمل فنا کرسکے، تو ان میں نسبت تداخل کی ہوگی جیسے تین (3) اور نو (9) کہ ان میں تین (3)، نو (9) کو تین بار میں کاٹ دیتا ہے۔

❷ دو مختلف اعداد میں عددِ اکثر، اقل پر بلا کسر صحیح تقسیم ہو جائے، جیسے مذکورہ مثال میں نو(9) تین(3) پر برابر تقسیم ہوتا ہے۔

❸ جب عددِ اقل پر اس کی ایک مثل یا کئی مثل زیادہ کئے جائے تو وہ عددِ اکثر کے مساوی ہو جائے گا اگر مساوی نہیں ہوتا تو نسبت تداخل کی نہیں ہوگی، جیسے تین(3) پر دو مرتبہ تین(3) زیادہ کرنے سے نو(9) بنتا ہے۔

❹ عددِ اقل ایک جُز ہو، عددِ اکثر کا، جیسے نو(9) کو تین اجزاء کرے تو ایک جز تین(3) بنے گا۔

توافق: لغت میں بمعنی "ایک دوسرے کے موافق ہونا"

اور اصطلاح میں یہ ہے کہ عدد اقل اکثر کو فنا نہ کرسکے بلکہ ایک تیسرا عدد ان دونوں کو شمار کر کے مکمل فنا کرسکے، جیسے آٹھ(8) اور بیس(20) کہ آٹھ(8) بیس(20) کو نہیں کاٹ سکتا بلکہ چار(4) ان دونوں کو کاٹ سکتا ہے آٹھ(8) کو دو مرتبہ میں، اور بیس(20) کو پنج مرتبہ میں، پس یہ دونوں رُبُع پر جاکر ایک دوسرے کے موافق ہوئے (کہ دونوں ربع پر مکمل فنا ہوگئے)

شاگرد: یہ دونوں اعداد، کیسے رُبع پر موافق ہوئے؟

استاد: اس لئے کہ فنا کرنے والا عدد ہمیشہ اس جز(کسر) کا مخرج ہوگا جس جز(کسر) پر جاکر دو اعداد موافق ہو کر فنا ہوتے ہیں، اور یہاں فنا کرنے والا عدد، چار(4) ہے اور چار مخرج ہے ربع کا، پس یہ دونوں ربع پر متوافق ہیں۔

فنا کرنے والے عدد کو عددِ عادّ کہا جاتا ہے جو دونوں اعداد کیلئے ایک ہوتا ہے اور جس جز(کسر) پر

توافق العددین ہو اُسے وفق کہا جاتا ہے جو دونوں اعداد کا الگ الگ ہوتا ہے جیسے یہاں آٹھ(8) کا وفق دو(2) ہے اور یہ آٹھ کا ربع بھی، اور بیس(20) کا وفق پنج(5) ہے اور یہ بیس کا ربع بھی ہے۔

نسبتِ توافق کی اور مثالیں

نمبر	عددین	وفق	عدد عاد	توافق
1	6	3وفق	2عدد عاد	بالنصف
	10	5وفق		
2	9	3وفق	3عدد عاد	بالثُلث
	12	4وفق		
3	8	2وفق	4عدد عاد	بالربع
	20	5وفق		
4	15	3وفق	5عدد عاد	بالخمس
	25	5وفق		
5	12	2وفق	6عدد عاد	بالسدس
	18	3وفق		
6	14	2وفق	7عدد عاد	بالسبع
	21	3وفق		

نمبر	عددین	وفق	عدد عاد	توافق
7	16	2وفق	8عدد عاد	بالثمن
	24	3وفق		
8	18	2وفق	9عدد عاد	بالتسع
	27	3وفق		
9	20	2وفق	10عدد عاد	بالعُشر
	30	3وفق		
10	22	2وفق	11عدد عاد	بجزء من احد عشر
	33	3وفق		

تباین: لغت میں "باہم متفاوت ہونا"

اوراصطلاح میں یہ ہے کہ دواعداد نہ آپس میں مساوی ہو اور نہ ان میں ایک دوسرے کو فنا کر سکے اور نہ ہی تیسرا عدد ان دونوں کو فنا کر سکے جیسے سات (7) اور دس (10)۔

توافق اور تباین معلوم کرنے کا طریقہ

تماثل اور تداخل بین العددین بالکل واضح ہے البتہ توافق اور تباین میں کچھ خفا ہے اس لئے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو معلوم کرنے کا یہ طریقہ لکھا ہے کہ دو مختلف اعداد میں عددِ اقل، اکثر سے کم کرتا ہے دو جانبوں سے، اگر دونوں ایک (1) پر متفق ہوئے تو ان میں نسبتِ تباین ہے اور اگر ایک (1) پر نہیں، بلکہ کسی اور عدد پر متفق ہوئے تو ان میں نسبت توافق ہے

تباین کی مثال: جیسے پنج اور سات ہیں ہم نے 5 کو 7 سے منفی کیا، 2 بچا، پھر 2 کو 5 سے منفی کیا 3 بچا، چونکہ اب بھی 3 سے 2 منفی ہو سکتا ہے اسلئے دوبارہ منفی کیا، 1 بچا، 1 کو 2 سے منفی کرے یا نہ، حاصل ایک ہی ہے،

یہی مقصد ہے دونوں جانبوں سے کم کرنے کا، پس معلوم ہوا کہ ان میں تباین ہے۔

توافق کی مثال: جیسے دس اور پندرہ ہیں، ہم نے 10 کو 15 سے منفی کیا، باقی 5 بچا، اس کو 10 سے منفی کیا، تو بھی 5 بچا، پس معلوم ہوا کہ ان اعداد میں توافق بالخمس ہے،

اسی طرح دو اعداد اگر 2 پر متفق ہوں تو توافق بالنصف ہے، اور اگر 3 پر متفق ہوں تو توافق بالثلث ہے اگر 4 پر ہوں تو بالربع، اسی طرح اگر 10 پر متفق ہوں تو دونوں میں توافق بالعُشر ہے، عشرۃ سے آگے چونکہ اعداد مرکب ہیں ان سے فُعُل کا وزن نہیں بنتا، اس لئے اگر 11 پر متفق ہوں تو "توافق بجزءٍ مِنْ آحدَ عشرَ" کہا جائے گا، اور اگر 20 پر متفق ہوں تو توافق بنصفِ العُشر کہا جائے گا، جیسے چالیس اور ساٹھ، 40 کا وفق 2، اور 60 کا وفق 3 آئے گا، اگر 30 پر متفق ہوں تو توافق بثلُثُ العُشر کہا جائے گا جیسے ساٹھ اور نوّے، 60 کا وفق 2 اور 90 کا 3 آئے گا، قس علی ھذا

ملاحظہ 1: ایک جانب میں عددِ اقل کو اکثر سے منفی کرے ایک مرتبہ یا کئی مرتبہ، اگر کچھ بھی باقی نہ رہا تو نسبت تداخل ہے جیسے پانچ اور پندرہ، کہ 5 کو 15 سے تین مرتبہ منفی کیا، تو کچھ باقی نہ رہا،

ملاحظہ 2: وفق نکالنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اعداد کم ہوں اور حساب میں آسانی ہو جائے۔

تصحیح کا بیان

اصطلاحات

سِہام: مخرج سے جو حصہ کسی وارث کو ملے اسے سہم کہتے ہے، اور اس کی جمع سہام ہے

طائفہ یا فریق: ایک نوع کے ورثہ کو طائفہ یا فریق کہتے ہے، جیسے تین بنات الگ فریق ہے، پنج اختِ عینی الگ، اور دو اخت خیفی الگ فریق ہے

عددِ رءوس: ایک فریق کے تعداد کو عددِ رءوس کہتے ہیں یا اختصاراً صرف رءوس بھی کہا جاتا ہے جیسے بنات کی عدد رءوس تین، اخت عینی کی پنج اور اختِ خیفی کی دو ہیں،

کسر: ایک سے کم حصہ کو کہتے ہے، جیسے نِصف (آدھا)، ثُلث (تہائی)، رُبُع (چوتھائی)، خُمس (پانچواں)، سُدس (چھٹا)، سُبع (ساتواں)، ثُمُن (آٹھواں)، تُسُع (نواں)، عُشر (دسواں) ان نو کو کُسورِ طبیعی (منسوب الی الطبیعت [1]) اور کسورِ مُنطقی (اسم فاعل من الافعال) کہتے ہیں، اور ان کے علاوہ کو کسورِ اَصَم کہتے ہیں [2] جیسے جزءٌ مِن احدَ عشرَ، جزءٌ من اثنَی عشرَ، وغیرہ

ملاحظہ: نصفُ العُشر، نصف الثلث، وغیرہ کو کسورِ مُنطقی مُرکب کہا جاتا ہے،

---

[1] لِأَنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ يَعْرِفُهَا بِطَبْعِهِ مِنْ غَيْرِ احْتِيَاجٍ إِلَى مُعَلِّمٍ۔

[2] منطقی وہ کسور ہیں جن سے تعبیر کرتے وقت لفظِ "جزء" کی ضرورت نہ پڑے، بغیر اس کے بھی ادا ہو سکے اور اس کے ساتھ بھی ادا ہو سکے جیسے ثلث، اور جزء من ثلثۃ اجزاء، (گویا ان کسور نے متکلم کو دو قسم کی گفتگو (تعبیر) کرنے کی گنجائش دی اس لئے ان کو منطق کہتے ہیں انطاق بمعنی گفتگو کرانا، اور اصم وہ کسور ہیں جن سے تعبیر کرتے وقت لفظِ "جزء" کی ضرورت پڑے بغیر اس کے ادا نہ ہو سکے جیسے جزء من ثلثۃ عشر، (ان کسور میں آپ دوسری تعبیر نہیں سنیں گے، اور عرب رجب کے مہینے کو اصم کہتے تھے کیونکہ اس میں قتل وقتال کی آواز، فریادی شور اور ہتیاروں کی جھنکار سنائی نہیں دیتی تھی، اور اصم کا معنی بہرا ہے" واللہ اعلم)۔

مضرُوب: جس عدد کو اصلِ مسئلہ میں ضرب دیا، وہ مضروب ہے، میت کے اوپر بائیں طرف لکھا جائے گا۔ **مَبْلَغ:** حاصلِ ضرب کو کہتے ہے۔

تصحیح لغت میں بمعنی "درست کرنا" ہے اور

اصطلاح میں کہتے ہے "سہام میں قاعدہ کے تحت، اتنی توسیع کرنا جس سے وہ عددِ رءوس پر بلا کسر برابر تقسیم ہو" تصحیح کی غرض بھی یہی ہے کہ ہر وارث کو بلا کسر حصہ مل جائے اور کسی کے حصہ میں آدھا، پونا وغیرہ نہ آئے،

تصحیحِ مسائل میں سات قاعدوں کی ضرورت پڑتی ہے، تین قواعد سہام اور رءوس میں جاری ہوتے ہیں یعنی جس طائفہ پر کسر واقع ہو اس کے سہام ورءوس میں نسبت دیکھی جائے گی، اور چار رءوس اور رءوس کے درمیان جاری ہوتے ہیں، یعنی رءوس ورءوس میں نسبت دیکھی جائے گی۔

تین قواعد

❶ ہر فریق کا سہام، رءوس پر برابر تقسیم ہو تو ضرب کی ضرورت نہیں ہے جیسے مسئلہ میں ابوین اور بِنتَین ہوں،

م مسئلہ 6

اب / س	ام / س	بنات 2 / ثلثان
1	1	4

چار، دو بنات پر برابر تقسیم ہوتا ہے اس میں کسر نہیں،

ملاحظہ: بعض نے کہاہے کہ یہ قاعدہ تصحیحِ مسائل کے قواعد میں سے شمار کرنا تسامحاً ہے کیونکہ یہاں تصحیح کی ضرورت ہی نہیں۔

❷ سہام ایک طائفہ پر منکسر ہو اور سہام و رءوس میں نسبتِ توافق ہو تو اِسی طائفہ کے عددِ رءوس کے وفق کو ضرب دے اصل مسئلہ میں یا عول میں اگر مسئلہ عائلہ ہو،

مسئلہ عادلہ کی مثال، جیسے ابوین اور دس بنات ہوں،

مسئلہ 6 / تصحیح 30	5×6 = 30	مضروب 5
اب / س	ام / س	بنات 10 / وفق 5
1	1	ثلثان 4 / وفق 2

مذکورہ مثال میں دس بنات پر چار بلا کسر تقسیم نہیں ہوتا، ہم نے دس اور چار میں نسبت دیکھی تو توافق تھی، دس کا وفق پنج اور چار کا وفق دو نکلا اور عدد عاد ان کا دو ہے پس عدد رءوس کے وفق (5) کو اصل مسئلہ (6) میں ضرب دیا تو تصحیحِ مسئلہ تیس سے ہوئی، جو کہ اصل مسئلہ کے ساتھ اوپر لکھ دیا گیا اور مضروب بائیں طرف اوپر لکھ دیا گیا تصحیح کے مسائل میں یہ دونوں اسی طرح اوپر لکھے جائیں گے، نیز پہلے ہم ہر وارث کے ساتھ ہی اس کا حصہ لکھ دیتے تھے اب جس طائفہ میں کسر واقع ہو اس کا حصہ اس کے نیچے لکھا جائے گا، جیسے سدس، اب اور ام کے ساتھ ہی لکھ دیا گیا اور ثلثان، دس بنات کے نیچے لکھا گیا، اور تصحیح کا عدد صرف (تص) کے ساتھ، مضروب صرف (مض) کے ساتھ، اور وفق صرف (و) کے ساتھ لکھا جائے گا۔

ملاحظہ: تصحیح سے ہر طائفہ اور ہر وارث کا حصہ نکالنے کا طریقہ آگے آرہا ہے۔

مسئلہ عائلہ کی مثال جیسے زوج، ابوین اور چھ بنات ہوں،

م مسئلہ 12 / ع 15 / تصحیح — 3 × 15 = 45 — مض 3

زوج / ربع	اب / س	ام / س	بنات 6 / و3	عدد عاد 2 سے
3	2	2	ثلثان 8 / و4	

مذکورہ مثال میں چھ کے وفق یعنی تین کو ضرب دیا پندرہ میں جو کہ عول ہے بارہ کا تو مسئلہ کی تصحیح پینتالیس سے ہوئی۔

❸ سہام ایک طائفہ پر منکسر ہو اور سہام و رءوس میں نسبتِ تباین ہو تو اسی طائفہ کے کل عددِ رءوس کو ضرب دے اصل مسئلہ میں یا عول میں اگر مسئلہ عائلہ ہو۔

مسئلہ عادلہ کی مثال جیسے ابوین اور پانچ بنات ہوں

م مسئلہ 6 / تص 30 — 5×6=30 — مض 5

اب / س	ام / س	بنات 5
1	1	ثلثان 4

مذکورہ مثال میں چار، پانچ بنات پر بلا کسر تقسیم نہیں ہوتا اور دونوں میں نسبت تباین تھی پس ہم نے پانچ کو ضرب دیا چھ میں تو مبلغ یعنی تیس سے تصحیحِ مسئلہ ہوئی۔

مسئلہ عائلہ کی مثال جیسے زوج اور پانچ اخت عینی ہوں

م مسئلہ 6 / ع 7 / تص 35 — 5×7=35 — مض 5

زوج / ن	اخت عینی 5
3	ثلثان 4

مذکورہ مثال میں پانچ کو ضرب دیا سات میں جو کہ چھ کا عول ہے تو مسئلہ کی تصحیح پینتیس سے ہوئی،

سوال: جب سہام و رءوس میں نسبت تداخل ہو تو کیا کریں گے؟

جواب: جب نسبت تداخل ہو تو دو حال سے خالی نہیں، سہام بڑے ہوں گے عدد رءوس سے یا عددِ رءوس بڑا ہو گا سہام سے، پہلی صورت میں سہام رءوس پر برابر تقسیم ہو جائیں گے ضرب کی حاجت نہیں، یہی حکم نسبت تماثل کا بھی ہے، اور دوسری صورت میں عددِ رءوس کو سہام پر تقسیم کرے، حاصلِ قسمت کو ضرب دے اصلِ مسئلہ میں، مبلغ سے مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گی، یا سہام و رءوس کا وفق نکال لے اور رءوس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دے کیونکہ جن دو اعداد میں تداخل ہو ان میں توافق بھی ہو گا لیکن عکس جائز نہیں کہ جن میں توافق ہو ان میں تداخل بھی ہو، ایسا نہیں، جیسے تین اور چھ میں تداخل ہے اور ان میں توافق بالثلث بھی ہے، تین کا ثلث ایک، اور چھ کا ثلث دو ہے اور عدد عاد تین ہے اور جیسے پانچ اور پچیس میں تداخل ہے اور ان میں توافق بالخمس بھی ہے، پانچ کا خمس ایک اور پچیس کا خمس پانچ ہے عدد عاد پانچ ہے قس علی ھذا،

اسی وجہ سے مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے تداخل کو الگ ذکر نہیں کیا کہ پہلی صورت میں ضرب کی ضرورت نہیں اور دوسری صورت میں توافق کے قاعدے سے کام لیا جاسکتا ہے، مثال

مسئلہ 4 / تص 8	2×4=8	مض 2
زوجہ / ربع		اعمام 6 / و2
1		ع3 / و1

دیکھئے اس مثال میں تین سہام چھ اعمام پر برابر تقسیم نہیں ہوتے اور دونوں میں نسبت تداخل کی ہے پس اگر چھ کو تین پر تقسیم کر کے حاصلِ قسمت (2) کو چار میں ضرب دے تو بھی تصحیح مسئلہ آٹھ سے ہے اور اگر چھ کا وفق (2) نکال کر اس کو چار میں ضرب دے تو بھی آٹھ سے تصحیح ہو گی۔

چار قواعد

❶ دو یا زیادہ طائفوں میں کسر واقع ہو اور ان کے اعدادِ رءوس کے درمیان نسبتِ تماثل ہو تو ان اعداد رءوس میں سے کسی ایک کو ضرب دے اصل مسئلہ میں، جیسے چھ بنات، تین جدات، اور تین اعمام ہوں۔

مسئلہ 6 / تص 18	$3\times6=18$	مض 3
بنات 6 / و 3	جدات 3	اعمام 3
ثلثان 4 / و 2	س 1	ع 1

مذکورہ مثال میں سب سے پہلے ہم نے سہام اور رءوس کے درمیان نسبت دیکھ لی چنانچہ جہاں وفق نکالنے کی حاجت تھی وہاں وفق نکالا اور عدد رءوس کا وفق اس کا قائم مقام سمجھ لیا پھر رءوس و رءوس میں نسبت دیکھی جب تماثل تھی تو ان میں کسی ایک (تین) کو چھ میں ضرب دیا تو تصحیح اٹھارہ سے ہوئی۔

نوٹ: جس طرح پہلے ہم تین قواعد میں نسبت بین السہام والرءوس معلوم کرتے تھے اسی طرح ان چار قواعد میں بھی پہلے نسبت بین السہام والرءوس معلوم کریں گے اگر توافق ہو تو رءوس کا وفق

نکال کر ساتھ لکھیں گے پھر نسبت بین الرءوس والرءوس معلوم کرنا ہے، جن کا وفق ہو تو نسبت دیکھنے میں ان کا وفق معتبر ہو گا یعنی وفق کے ساتھ نسبت دیکھی جائے گی۔

❷ دو یا زیادہ طائفوں میں کسر واقع ہو اور ان کے اعدادِ رءوس کے درمیان نسبتِ تداخل ہو تو سب سے بڑے عدد کو ضرب دے اصل مسئلہ میں، جیسے چار زوجات، تین جدات، اور بارہ اعمام ہوں

م مسئلہ 12 / تص 144	12×12=144	مض 12
زوجہ 4	جدات 3	اعمام 12
ربع 3	س 2	ع 7

مذکورہ مثال میں سب طائفوں میں کسر واقع ہے پہلے ہم نے سہام ورءوس میں نسبت دیکھی تو سب میں تباین تھی اس لئے کسی کا وفق نہیں نکالا، پھر رءوس ورءوس میں نسبت دیکھی تو تداخل تھی کیونکہ ان میں سب سے بڑے عدد کی نسبت چھوٹے اعداد میں سے ہر ایک کے ساتھ دیکھنا ہے لیکن اس بڑے عدد سے جتنے چھوٹے اعداد ہیں ان کا آپس میں نسبت تداخل ضروری نہیں پس چار اور تین میں تباین کا ہونا کوئی مضر نہیں جبکہ چار اور بارہ میں تداخل ہے اور تین اور بارہ میں بھی تداخل ہے، حسبِ قاعدہ بارہ کو ضرب دیا بارہ میں تو مسئلہ کی تصحیح ایک سو چوالیس سے ہوئی،

❸ دو یا زیادہ طائفوں میں کسر واقع ہو اور ان کے اعدادِ رءوس کے درمیان نسبتِ توافق ہو تو ان میں سے کسی ایک کے وفق کو جمیع ثانی میں ضرب دے پھر مبلغ کو عدد ثالث کے وفق میں ضرب دے اگر دونوں میں توافق ہو ورنہ کل عدد ثالث میں ضرب دے پھر مبلغِ ثانی کو عدد رابع کے وفق میں ضرب دے اگر دونوں میں توافق ہو ورنہ کل عدد رابع میں ضرب دے اسی طریقہ پر آگے چلتے

جائے پھر آخری مبلغ کو اصل مسئلہ میں ضرب دے، جیسے چار زوجات، اٹھارہ بنات، پندرہ جدات، اور چھ اعمام ہوں،

مسئلہ 24 / تص 4320	6×5=30×3=90×2=180×24=4320		مض 180
زوجہ 4 / و2	بنات 18 / و9 / و3	جدات 15 / و5	اعمام 6 / و2
ثمن 3	ثلثان 16و8	س 4	ع 1

مذکورہ مثال میں پہلے سہام ورءوس میں نسبت دیکھی چنانچہ سولہ اوراٹھارہ میں نسبت توافق بالنصف تھی، اٹھارہ کا وفق نو نکلا، اس کو اٹھارہ کے قائم مقام بناکر ساتھ ہی لکھ دیا گیا اور سولہ کا وفق آٹھ نکلا، عددعاد دو ہے، اور باقی سہام ورءوس میں تباین تھی اس لئے کچھ نہیں کیا، پھر رءوس ورءوس میں نسبت دیکھی چنانچہ چھ اور پندرہ میں توافق بالثلث کی نسبت تھی چھ کا وفق دو، اور پندرہ کا وفق پانچ تھا اسلئے ہم نے ایک عدد (6) کو دوسرے کے وفق (5) میں ضرب دیا (برعکس بھی کرسکتے ہیں کہ پندرہ کو ضرب دے، دو میں) مبلغ (تیس) کی نسبت تیسرے عدد یعنی نو (جو اٹھارہ کا قائم مقام ہے) کے ساتھ دیکھی تو توافق بالثلث تھی، نو کا ثلث تین تھا چنانچہ ساتھ ہی لکھ دیا گیا، اور تیس کا ثلث دس تھا، پس ہم نے تیس کو ضرب دی تین میں، (برعکس بھی کرسکتے ہیں کہ نو کو ضرب دے دس میں) حاصلِ ضرب نوے ہوا، اسی مبلغ ثانی کی نسبت دیکھی چار کے ساتھ، تو توافق بالنصف تھی چار کا نصف دو، اور نوے کا نصف پینتالیس تھا اسلئے نوے کو ضرب دی دو میں (پینتالیس کو چار میں بھی ضرب دے سکتے ہے) مبلغِ ثالث ایک سواسّی ہوا، اور یہی آخری مبلغ ہے اسلئے اس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا تو حاصلِ ضرب "چار ہزار تین سو بیس" سے تصحیح ہوئی۔

❹ دو یا زیادہ طائفوں میں کسر واقع ہو اور ان کے اعدادِ رءوس کے درمیان نسبتِ تباین ہو تو اعداد میں سے کسی ایک کو جمیعِ ثانی میں ضرب دے پھر مبلغ کو جمیعِ ثالث میں ضرب دے پھر دوسرے مبلغ کو جمیعِ رابع میں ضرب دے اسی طرح آخری مبلغ کو اصل مسئلہ میں ضرب دے، جیسے دو زوجات، چھ جدات، دس بنات، اور سات اعمام ہوں،

مسئلہ 24 / تص 5040	7×5=35×3=105×2=210×24=5040		مض 210
زوجہ 2	جدات 6 / و3	بنات 10 / و5	اعمام 7
ثمن 3	س 4 / و2	ثلثان 16 / و8	ع 1

مذکورہ مثال میں دس اور سولہ میں نسبت توافق بالنصف ہے دس کا وفق پانچ اور سولہ کا وفق آٹھ ہے اور عدد عاد دو ہے ہم نے پنج قائم مقام بنادیا دس کا، اسی طرح چھ اور چار میں بھی توافق بالنصف ہے چھ کا وفق تین قائم مقام بنادیا، پھر رءوس و رءوس میں نسبت دیکھی تو دو، تین، پنج، اور سات میں تباین تھی اس لئے سات کو ضرب دی پنج میں، مبلغ (پینتیس) کو ضرب دی تین میں، مبلغ ثانی (ایک سو پانچ) کو ضرب دی دو میں، مبلغ ثالث (دو سو دس) کو ضرب دی اصل مسئلہ (چوبیس) میں، تو تصحیح "پانچ ہزار چالیس" سے ہوئی،

فائدہ: ہم نے اب تک کے مثالوں میں مخرج سے ورثاء کو ملا ہوا حصہ لکھا ہے لیکن تصحیح سے ملنے والا حصہ نہیں لکھا آئندہ صفحات میں ہر فریق اور ہر فرد کو تصحیح سے حصہ دینے کے طریقے بیان کئے جائیں گے۔

تصحیح سے ہر طائفہ اور ہر فرد کا حصہ معلوم کرنے کے طریقے

جس طائفہ کو حصۃ من التصحیح دینا ہو تو اس کے حصۃ من المخرج میں مضروب کو ضرب دو، مبلغ اس طائفہ کا حصہ ہے،

اور ہر فرد کا حصۂ تصحیح معلوم کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پھر اسی مبلغ کو اس طائفہ کے عددِ رءوس پر تقسیم کرے خارجِ قسمت فی کس کا حصہ ہے، یہ طریقہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر نہیں کیا، البتہ آئندہ طریقے تحریر فرمائے ہیں،

① حصۂ مخرج کو عددِ رءوس پر تقسیم کرے، خارجِ قسمت کو مضروب میں ضرب دے، مبلغ فی کس کا حصۂ تصحیح ہے جیسے

مسئلہ 3 / تص 30	5×2=10×3=30	مض 10
اخ خیفی 2		اخت عینی 5
ثلث 1		ثلثان 2
ط10 / فی 5		ط20 / فی 4

دیکھئے ایک دو پر، اور دو پنچ پر برابر تقسیم نہیں ہوتے ہم تصحیح (30) سے دو اخ خیفی کو حصہ دیتے ہیں تو پہلے ان کا حصۂ مخرج (ایک) کو عدد رءوس (دو) پر تقسیم کیا پھر حاصلِ قسمت (0.5) کو ضرب دیا مضروب میں، مبلغ (5) فی کس کا حصۂ تصحیح ہے اسی طرح پنچ اخت عینی کو تصحیح سے حصہ دیتے وقت ان کا حصۂ مخرج (دو) کو عدد رءوس (پانچ) پر تقسیم کیا، حاصلِ قسمت (0.4) کو ضرب دیا، مضروب میں، مبلغ (چار) فی کس کا حصۂ تصحیح ہے،

آسان طریقہ یہی ہے کہ دس کو ضرب دے ایک میں، مبلغ (دس) اس طائفہ کا حصۂ تصحیح ہے پھر اس کو تقسیم کرے عدد رء وس (دو) پر، خارج فی کس کا حصۂ تصحیح ہو گا۔

② مضروب عددِ رء وس پر تقسیم کرے، خارجِ قسمت کو اسکے حصۂ مخرج میں ضرب دے مبلغ فی فرد کا حصۂ تصحیح ہو گا،

مثال وہی کافی ہے یعنی دس کو مثلاً پانچ پر تقسیم کرے خارجِ قسمت (دو) کو ضرب دے حصۂ مخرج (دو) میں، مبلغ (چار) فی کس کا حصۂ تصحیح ہے، اسی طرح دواخ خیفی کا حصۂ تصحیح بھی خود نکال لے۔

③ تیسرا طریقہ نسبت کا ہے مصنفؒ نے اس کو اوضح بھی فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر فریق کے حصۂ مخرج کی نسبت اس کے عددِ رء وس کے ساتھ دیکھیں اگر حصۂ مخرج، عدد رء وس سے کم ہو تو جتنی کمی حصہ میں ہو گی عدد رء وس سے اُتنی کمی فی کس کے حصۂ تصحیح میں ہو گی مضروب سے، جیسے اخ خیفی کا حصۂ مخرج ایک (1) ہے اور یہ آدھا ہے ان کے عددِ رء وس (دو) کا پس اس طائفہ میں فی کس کا حصۂ تصحیح، مضروب (دس) کا آدھا ہو گا اور وہ پانچ ہے، اسی طرح اخت عینی کا حصۂ مخرج (دو) ان کے عددِ رء وس (پانچ) کے آدھے سے بھی کچھ کم ہے تو اس طائفہ میں فی کس کا حصۂ تصحیح مضروب (دس) کے آدھے سے بھی کچھ کم ہو گا اور وہ چار ہے جو نسبت دو کا ہے پنچ کے ساتھ ہے وہی نسبت چار کا، دس کے ساتھ ہے، یہ طریقہ ماہر فی الحساب کیلئے آسان اور واضح ہوتا ہے ہر کسی کیلئے نہیں، اور اگر حصۂ مخرج عدد رء وس سے زیادہ ہے تو اسی زیادتی کے مناسب اس طائفہ میں فی کس کا حصۂ تصحیح بھی مضروب سے زیادہ ہو گا۔

نوٹ: پورے ایک طائفہ کا حصہ "ط" کے ساتھ لکھا گیا ہے اور فی کس یعنی ہر فرد کا حصۂ تصحیح "فی" کے ساتھ لکھا گیا ہے، ماقبل بابِ تصحیح کے مثالوں میں بھی حصۂ تصحیح ان قواعد کی روشنی میں دیا جائے۔

ورثاء کے درمیان ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ

یہاں تقسیمِ ترکہ کے دو قواعد ذکر کئے جاتے ہے ایک قاعدہ ہر طائفہ کا حصۂ ترکہ معلوم کرنے کیلئے، اور ایک قاعدہ ہر فرد کا حصۂ ترکہ معلوم کرنے کیلئے ہیں۔

** ہر طائفہ کا حصۂ ترکہ معلوم کرنے کا قاعدہ **

جس فریق کا حصۂ ترکہ معلوم کرنا ہو اس کے حصۂ مخرج (یا حصۂ تصحیح) کو ضرب دے وفقِ ترکہ میں، پھر مبلغ کو تقسیم کرے وفقِ مخرج (یا وفقِ تصحیح) پر اگر مخرج (یا تصحیح) اور ترکہ میں توافق ہو، اور اگر تباین ہو تو کُل ترکہ میں ضرب دے اور کل مخرج (یا کل تصحیح) پر تقسیم کرے، دونوں صورتوں میں حاصل قسمت اس طائفہ کا حصۂ ترکہ ہو گا۔

توافق بین الترکہ والمخرج کی مثال

مسئلہ 6/ و3   ترکہ 16/ و8

	بنات الابن 4	ام الام	عم
ہر طائفہ کا حصۂ مخرج	ثلثان 4	س 1	ع 1
ہر طائفہ کا حصۂ ترکہ	10.66	2.66	2.66

مذکورہ مثال میں ترکہ (سولہ) اور مخرج (چھ) میں توافق بالنصف ہے ترکہ کا وفق آٹھ، اور چھ کا وفق تین ہے ہم نے چار (حصہ بنات) کو ضرب دی آٹھ (وفقِ ترکہ) میں، مبلغ (بتیس) کو تقسیم کیا تین (وفق مخرج) پر، حاصلِ قسمت (دس اعشاریہ چھیاسٹھ) اس طائفہ کا حصہ ترکہ ہے،

ملاحظہ: اگر وفق کی جگہ کل ترکہ میں ضرب دے اور مبلغ کل مخرج پر تقسیم کرے تب بھی جواب صحیح ہوگا اگرچہ دونوں میں توافق ہو، وفق صرف اعداد میں کمی کرنے کیلئے نکالا جاتا ہے، تاکہ حساب آسان ہو۔

تباین بین الترکہ والمخرج کی مثال

مسئلہ 6 — ترکہ 7

	بنات2	اب	ام
ہر فریق کا حصہ مخرج	ثلثان4	س1	س1
ہر فریق کا حصہ ترکہ	4.66	1.166	1.166

سات (ترکہ) اور چھ (مخرج) میں تباین ہے ہم نے چار (دو بنات کا حصہ مخرج) کو ضرب دی سات میں مبلغ (اٹھائیس) کو چھ (مخرج) پر تقسیم کیا خارجِ قسمت (چار اعشاریہ چھیاسٹھ) دو بنات کا حصہ ترکہ ہے۔

ملاحظہ: تمام فریقوں کا حصہ ترکہ جمع کرکے دیکھے کہ اگر ترکہ کے برابر ہو تو مسئلہ ٹھیک ہے ورنہ کہی پر غلطی ہوئی ہوگی۔

** ہر فرد کا حصۂ ترکہ معلوم کرنے کا قاعدہ **

ہر فرد کا حصۂ ترکہ معلوم کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ پورے طائفہ کا حصۂ ترکہ ان کے عددِ رءوس پر تقسیم کرے، خارجِ قسمت فی کس کا حصۂ ترکہ ہے جیسے ماقبل مثال میں چار اعشاریہ چھیاسٹھ (4.66) کو دو پر تقسیم کرے حاصلِ قسمت (2.33) ایک بنت کا حصۂ ترکہ ہے، لیکن یہ طریقہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر نہیں کیا البتہ مندرجہ ذیل طریقہ تحریر فرمایا ہے۔

ہر فرد کا حصۂ مخرج (یا حصۂ تصحیح) کو وفقِ ترکہ میں ضرب دے، مبلغ وفقِ مخرج (یا وفقِ تصحیح) پر تقسیم کرے اگر دونوں میں توافق ہو، اور اگر تباین ہو تو کل ترکہ میں ضرب دے اور کل مخرج (یا کل تصحیح) پر تقسیم کرے دونوں صورتوں میں خارجِ قسمت فی کس کا حصۂ ترکہ ہو گا۔

نوٹ: ہر فرد کا حصۂ مخرج نکالنا ہو تو طائفہ کا حصۂ مخرج انکے عدد رءوس پر تقسیم کرے خارجِ قسمت ہر فرد کا حصۂ مخرج ہو گا۔

توافق بین الترکۃ والتصحیح کی مثال

مسئلہ 24 / تص 120 / و24 — 5×24=120 — مض 5 — ترکہ 95 / و19

بنات 5	زوجہ 3	جدات 2	عم	
ثلثان 16	ثمن 3	س 4	ع 1	
ط 80 / فی 16	ط 15 / فی 5	ط 20 / فی 10	ط 5 / فی 5	حصۂ تصحیح
فی 12.66	فی 3.9583	فی 7.9166	فی 3.9583	حصۂ ترکہ

دیکھئے پچانوے (ترکہ) اور ایک سو بیس (تصحیح) میں توافق بالخمس تھی اور عدد عاد پانچ ہے ہم نے بنات کے فی کس کا حصۂ تصحیح (سولہ) کو ضرب دی انیس (وفقِ ترکہ) میں، مبلغ (تین سو چار) کو تقسیم کیا چوبیس (وفقِ تصحیح) پر خارجِ قسمت (بارہ اعشاریہ چھیاسٹھ) ایک بنت کا حصۂ ترکہ ہے، بقیہ فریق اس پر قیاس کرے،

نیز اگر پچانوے کی جگہ ایک سو اکیس (121) ترکہ ہو تو تباین بین التصحیح والترکۃ کی مثال بن جائے گی، پس سولہ کو ضرب دے کل ترکہ (ایک سو اکیس) میں، پھر مبلغ (1936) کو تقسیم کرے، کل تصحیح (120) پر، خارجِ قسمت (16.133) ایک بنت کا حصۂ ترکہ ہے، اسی طرح ایک زوجہ کا حصۂ تصحیح (پانچ) کو کل ترکہ (121) میں ضرب دے، مبلغ (605) کو کل تصحیح (120) پر تقسیم کرے ماخرج ایک زوجہ کا حصۂ ترکہ ہے باقی ان پر قیاس کرے،

غُرَماء (قرض خواہوں) کے درمیان ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ

ادائے دیون میں تین صورتیں ہیں، ١ ترکہ اور دیون برابر ہو، ٢ ترکہ زیادہ ہو دین سے، ان دو صورتوں میں قرض خواہوں کو اپنا پورا پورا قرض واپس کیا جائے گا، ٣ تیسری صورت یہ کہ ترکہ کم ہو، اور دیون زیادہ ہوں اور مختلف بھی ہوں مثلاً ایک غریم کا دین پانچ، دوسرے کا چار، اور تیسرے کا تین درہم ہے، اور کل ترکہ نو درہم ہے، اس جیسی صورت میں

ہر غریم وارث کی جگہ اور اس کا دین سہام کی جگہ لکھیں، پھر سارے دیون جمع کر کے مجموعۂ دیون اصلِ مسئلہ کی جگہ پر لکھیں، پھر وہی طریقہ اختیار کرے جو ترکہ تقسیم کرنے کا ہے کہ ہر دین کو

وفقِ ترکہ میں ضرب دے، مبلغ کو مجموعۂ دیون کے وفق پر تقسیم کرے اگر ترکہ اور مجموعہ میں توافق ہو، یاہر دین کو کل ترکہ میں ضرب دے، مبلغ مجموعۂ دیون پر تقسیم کرے، خارجِ قسمت اس غریم کا حصۂ دیون ہے۔

اس طریقے سے ہر ایک بقدر دین کمی کا نقصان برداشت کرے گا، اور کسی ایک غریم کو اپنا پورا دین وصول کرنے کا حق نہیں ہو گا۔ جیسے

ترکہ 9/و3		مجموعۂ دیون 12/و4
بکر3	عمرو4	زید5
2.25	3	3.75

دیکھئے بارہ اور نو میں توافق بالثلث ہے نو کا وفق تین، اور بارہ کا وفق چار ہے ہم نے زید کا دین(5) کو ضرب دی تین میں، مبلغ(15) کو تقسیم کیا چار پر، خارجِ قسمت(3.75) زید کا حصۂ دیون ہے، عمرو، بکر اس پر قیاس کرے، اگر بغیر وفق نکالے، کل ترکہ میں ضرب دے، مبلغ کل مجموعہ پر تقسیم کرے تو بھی وہی حصہ آئے گا۔

ملاحظہ: غرماء کے حصصِ دیون جمع کرے اگر کل ترکہ حاصل ہوا، تو ٹھیک ہے ورنہ کہی پر غلطی ہوئی ہو گی۔

ترکہ سے کسر دور کرنے کا طریقہ

اگر ترکہ میں کسر ہو تو عدد صحیح کو کسر کے مخرج میں ضرب دے اور مبلغ کے ساتھ مقدارِ کسر جمع کرے تو ترکہ سے کسر نکل جائے گا جیسے ترکہ ساڑھے سات (7.50 / بٹا کی صورت $7\frac{1}{2}$) ہو تو سات کو دو (مخرجِ کسر) میں ضرب دے، مبلغ (چودہ) کے ساتھ ایک (مقدارِ کسر) جمع کرے پندرہ حاصل ہو جائے گا اور اس کو ترکہ مبسوطہ کہا جائے گا، اسی طرح اگر ترکہ پونے آٹھ (7.75 / بٹا کی صورت $7\frac{3}{4}$) ہو تو سات کو چار میں ضرب دے، مبلغ (اٹھائیس) کے ساتھ مقدارِ کسر (تین) جمع کرے اکتیس ترکہ مبسوطہ حاصل ہو جائے گا، بٹا میں لکیر کے بائیں جانب عدد صحیح ہوتا ہے، اوپر مقدارِ کسر، اور نیچے مخرجِ کسر ہوتا ہے، بسطِ ترکہ کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ مسئلہ یا قائم مقام مسئلہ (تصحیح یا مجموعۂ دیون) کو بھی مبسوطہ بنایا جائے، بسطِ مسئلہ کا طریقہ یہ ہے کہ جس عدد (مخرجِ کسر) میں عدد صحیح کو ضرب دیا تھا اُس میں مسئلہ کو بھی ضرب دے، مبلغ مسئلۂ مبسوطہ ہوگا جو اصل مسئلہ کے قائم مقام ہو جائے گا، مثال

مجموعۂ دیون 12 / مجموعۂ مبسوطہ 60 / و30 ترکہ 9.20 / ترکہ مبسوطہ 46 / و23

زید 5	عمرو 4	بکر 3
3.833	3.066	2.3

یہاں ترکہ نو اعشاریہ بیس ہے اور اعشاریہ بیس ایک عدد صحیح کا ایک خمس ہے اس لئے ہم نے نو کو ضرب دی پانچ (مخرج کسر) میں، مبلغ (پینتالیس) کے ساتھ مقدارِ کسر (ایک) کو جمع کیا، ہمیں ترکہ

مبسوطہ چھیالیس حاصل ہوا، اور مجموعۂ دیون (بارہ) کو بھی ضرب دی پانچ (مخرجِ کسر) میں، تو مجموعۂ دیون ساٹھ تک پھیل گیا، پھر ترکہ ماقبل مذکورہ طریقہ پر تقسیم کیا۔

تخارُج کا بیان

تخارج، تفاعل ہے خروج (ن) سے بمعنی نکلنا،

اصطلاح میں کہتے ہے "کسی وارث کا اپنے حصے کے علاوہ معین مال لیکر باقی میراث دوسرے ورثاء کیلئے چھوڑنا، سب ورثاء کی رضامندی کے ساتھ" اور اس کو صلح بھی کہتے ہے۔

جس نے ترکہ میں سے کسی چیز پر صلح کیا تو تصحیح (یا اصلِ مسئلہ) سے اس کا حصہ منفی کر کے مصالح کو دائرہ میں بند کیا جائے تاکہ معلوم ہو کہ یہ مصالح ہے اور نفی کے بعد جو عدد بچے اسکو (ص) کے ساتھ اوپر لکھیں اب یہی قائم مقام ہے مخرج کا، باقی ترکہ حصۂ تصحیح (یا حصۂ اصل مسئلہ) کے لحاظ سے باقی ورثاء میں تقسیم کرے یعنی ترکہ کو ضرب دے حصۂ تصحیح (یا حصۂ اصل مسئلہ) میں، مبلغ کو تقسیم کرے قائم مقامِ مخرج پر، یعنی جو عدد مصالح کا حصہ نفی کرنے کے بعد بچا ہے اس پر، حاصل قسمت اس وارث کا حصہ ہے، جیسے زوج، ام، اور عم ہوں،

م مسئلہ 6 / ص 3 — باقی ترکہ 30

زوج / ن (مصالح)	ام / ثلثِ کل	عم / ع
3	2	1
	20	10

دیکھئے مذکور مثال میں زوج نے مثلامہرپر صلح کیاجواس پر واجب تھا تو درمیان سے نکلا،اس کا حصہ اصل مسئلہ سے منفی کرنے کے بعد تین باقی رہالہذ امابقی ترکہ تین حصے کیاجائے گاچونکہ ام کو اصل مسئلہ سے دو ملاہے اس لئے ترکہ کے دوحصے اس کو ملیں گے اوروہ بیس درہم ہے اور عم کوایک ملاہے اس لئے ترکہ کاایک حصہ عم کو ملے گا،

تقسیم ترکہ کاماقبل مذکور طریقہ بھی اختیار کیاجاسکتاہے کہ ترکہ کوضرب دے حصے میں اور مبلغ تقسیم کرے قائم مقام مخرج پر،حاصل قسمت اس کاحصۂ ترکہ ہو گا۔

دوسری مثال جس میں زوجہ اور چار بنین ہیں،ایک ابن نے کسی چیز پر صلح کیا،

مسئلہ 8 / تص 32 / ص 25 — 4×8=32 — باقی ترکہ 50 — مض 4

	زوجہ / ثمن	ابن	ابن	ابن	ابن
	1	ع	ص	ب	ہ 7/بتص 28
فی کس حصۂ تصحیح	4	7	7	7	7
فی کس حصۂ ترکہ	8		14	14	14

مثال مذکور میں مخرج (بتیس) سے ایک ابن کا حصہ (سات) منفی کرنے کے بعد پچیس باقی رہا،لہذا باقی ترکہ (پچاس) کو پچیس حصے کریں گے ایک حصہ میں دو درہم آگئے،اب زوجہ کو چار حصے دیے تواس کو آٹھ درہم مل گئے اورایک ابن کو سات حصے دیے تواس کو چودہ درہم مل گئے،تینوں کا مجموعہ دراہم بیالیس ہوئے بیالیس جمع آٹھ مساوی پچاس۔

رد کا بیان

رد(ن)لغت میں لوٹانے کو کہتے ہے اور اصطلاح میں کہتے ہے" ذوی الفروض سے باقی مال کو ذوی الفروض النسبیہ پر ان کے حصوں کے بقدر لوٹانا بشرطیکہ عصبات میں سے کوئی بھی نہ ہوں "نسبیہ کی قید سے زوجین خارج ہوگئے ان پر رد نہیں ہوتا، پس یہاں سے یہ سمجھ لے کہ اس باب میں دو قسم کے وارثوں کا ذکر آئے گا،

ایک قسم، مَن یُرَدّ عَلَیہ (جن پر باقی مال لوٹایا جاتا ہے، یعنی زوجین کے علاوہ ذوی الفروض)

دوسری قسم، مَن لَا یُرَد علیہ (جن پر باقی مال نہیں لاٹایا جاتا یعنی زوجین)

رَد ضد ہے عول کا اسلئے کہ عول میں سہام زیادہ اور مخرج کم ہوتا ہے، اور رد میں سہام کم اور مخرج زیادہ ہوتا ہے۔

عصبہ کی عدم موجودگی میں باقی مال نسبی ذوی الفروض پر لوٹانا عام صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم کا مذہب ہے جس کو ہمارے احناف رحمۃ اللہ علیہم نے اختیار کیا ہے، اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ رد کے قائل نہیں، آپ رضی اللہ عنہ کے نزدیک باقی مال بیت المال کو دیا جائے گا، یہ مذہب امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما نے اختیار کیا ہے لیکن متأخرین شوافعؒ نے بیت المال کی خرابی کی وجہ سے احنافؒ کے قول پر فتوی دیا اور ایک قول امام مالکؒ سے بھی رد کا ہے۔(ردالمحتار)

جاننا چاہیئے کہ مسئلہ ردیہ بنانے سے پہلے مخارج الفروض کے قواعد کے مطابق مسئلہ کی تخریج کریں گے تاکہ معلوم ہو کہ مسئلہ میں رد ہے کہ نہیں، پھر جب مسئلہ میں رد ہو تو اصل مسئلہ اور اس سے

ملے ہوئے سہام کو دائرہ میں بند کرے تاکہ تشویش پیدا نہ ہو، پھر اس باب میں مذکورہ قواعدِ رد کے مطابق عمل کرے۔

اس باب کے مسائل **چار اقسام** میں منحصر ہیں۔

وجہِ حصر: مسئلہ میں من یرد علیہ کے افراد ایک جنس کے ہوں گے یا الگ الگ جنس کے، ہر دو حال میں من لا یرد علیہ ساتھ ہو گا یا نہیں، یہ چار اقسام ہوئے، جن کے ضمن میں چار قواعد ذکر ہوں گے۔

قسم اول / قاعدہ اولیٰ: مسئلہ میں من یرد علیہ کے افراد ایک جنس کے ہو اور من لا یرد علیہ ساتھ نہ ہو تو مسئلۂ ردیہ عدد رءوس سے بنایا جائے گا، جیسے دو بنات، یا دو اخت، یا دو جدات ہو تو مسئلہ ردیہ دو سے بنے گا جیسے

مسئلہ 3 مابقی 1 / ر 2
م

بنت	بنت
ثلثان / 2	
1	1

مسئلہ 3 مابقی 2 / ر 2
م

اخت خیفی	اخت خیفی
ثُلُث / 1	
1	1

مسئلہ 6 مابقی 5/ رد 2

ام الام	ام الام
سُـــــــــــــدس/ 1	
1	1

پہلے مثال میں اصل مسئلہ (3) سے دو بنات کو ثلثان (2) مل گیا، ایک حصہ باقی رہا، میت کا کوئی عصبہ وارث نہیں تھا چونکہ عصبہ کے بعد رد کا نمبر ہے اس لئے ہم نے اسی ایک حصہ کو انہی پر لوٹا دیا، جس طرح پہلے ملے ہوئے ثلثان میں دونوں بنات برابر کے شریک ہیں اسی طرح باقی ایک حصہ میں بھی برابر کے شریک ہیں، دوسری اور تیسری مثال اس پر قیاس کرے۔

پس ہم نے باقی حصہ کو ان کے تعداد پر تقسیم کیا ہر ایک کو ایک حصہ مل گیا، عدد رءوس سے مسئلہ بنانے کا بھی یہی مقصد ہوتا ہے کہ باقی حصہ تعدادِ رءوس پر برابر تقسیم ہو۔

قسم ثانی/ قاعدۂ ثانیہ: مسئلہ میں من یرد علیہ کے افراد دو یا تین اجناس کے ہوں اور من لا یرد علیہ ساتھ نہ ہو تو مسئلہ ردیہ ان کے مجموعۂ سہام سے بنے گا۔ یعنی دو سے بنے گا جب مسئلہ میں دو سدس ہوں جیسے

مسئلہ 6 مابقی 4/ رد 2

اخت خیفی	ام الام
س/ 1	س/ 1
1	1

تین سے بنے گا جب مسئلہ میں ثلث وسدس ہوں جیسے

م مسئلہ 6 مابقی 3 / ر 3

اخت خیفی 2	ام
ثلث / 2	س / 1
2	1

چار سے بنے گا جب مسئلہ میں نصف وسدس ہوں جیسے

م مسئلہ 6 مابقی 2 / ر 4

بنت	ام
ن / 3	س / 1
3	1

پانچ سے بنے گا جب مسئلہ میں ثلثان وسدس ہوں یا نصف وسدسان ہوں یا نصف و ثلث ہوں جیسے

ثلثان وسدس

م مسئلہ 6 مابقی 1 / ر 5

بنات 2	اُم
ثلثان 4	س 1
4	1

نصف وسدسان

م مسئلہ 6 مابقی 1 / ر 5

بنت	بنت الابن	اُم
ن 3	س 1	س 1
3	1	1

نصف و ثلث

مسئلہ 6 | مابقی 1 / ر5

اخت عینی	اخت خیفی 2
ن 3	ثلث 2
3	2

قسم ثانی کے سب مثالوں میں من یرد علیہ کے دو یا تین اجناس جمع ہیں اس لئے ان کے سہام کو جمع کر کے مسئلہ ردیہ بنایا گیا، پھر اصل مسئلہ سے ملے ہوئے سہام کے بقدر ہر ایک کو مسئلہ ردیہ سے حصہ دیا گیا۔

قسم ثالث / قاعدہ ثالثہ: مسئلہ میں من یرد علیہ کے افراد ایک جنس کے ہو اور من لا یرد علیہ ساتھ ہو تو من لا یرد علیہ کا حصہ اس کے مخرج سے دے، پھر **اگر مابقی** من یرد علیہ کے عدد رءوس کے برابر ہو تو ٹھیک ہے دے دیا جائے جیسے مسئلہ میں زوج اور تین بنات ہو۔

مسئلہ 12 | مسئلۃ الزوج 4 / مابقی 3 / ر3

زوج	بنات 3
ربع 3	ثلثان 8
1	3

دیکھئے مذکورہ مثال میں زوج (من لا یرد علیہ) کو اپنا حصہ (ربع) اس کے مخرج (چار) سے دے دیا گیا تین باقی رہا، اور من یرد علیہ کا عدد رءوس بھی تین تھا اسلئے باقی ان کو دیا گیا، چونکہ من یرد علیہ ایک جنس کے افراد ہیں اس لئے مسئلہ ردیہ ان کے عدد رءوس (تین) سے بنایا گیا۔

اور اگر مابقی من یرد علیہ کے عدد رءوس کے برابر نہ ہو تو مسئلہ کی تصحیح کی جائے گی وہ یوں کہ اگر عدد رءوس اور مابقی میں توافق ہو تو رءوس کے وفق کو من لایرد علیہ کے مخرج میں ضرب دے، مبلغ سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی، جیسے زوج اور چھ بنات ہوں۔

تصـــــــ 8

مسئلہ 12	مسئلۃ الزوج 4 / مابقی 3 / ر 6	2×4=8	مض 2
	زوج	بنات 6 / و 2	
	ربع 3	ثلثان 8	
	$\frac{1}{2}$	$\frac{3}{6}$	

دیکھئے مذکورہ مثال میں مابقی (تین) اور من یرد علیہ کے عدد رءوس (چھ) کے درمیان نسبت تداخل بحکم توافق تھی تو ہم نے چھ کے وفق (دو) کو ضرب دی من لایرد علیہ کے مخرج (چار) میں، مبلغ (آٹھ) سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی، تصحیح سے چھ بنات کو چھ مل گیا، جس میں حصۂ فرض اور رد دونوں شامل ہیں۔

اور اگر مابقی اور عدد رءوس میں توافق نہ ہو تو کل عدد رءوس کو ضرب دے من لایرد علیہ کے مخرج میں، مبلغ سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی، جیسے زوج اور پانچ بنات ہوں۔

تصـــــــ 20

مسئلہ 12	مسئلۃ الزوج 4 / مابقی 3 / رد 5	5×4=20	مض 5
	زوج	بنات 5	
	ربع 3	ثلثان 8	
	$\frac{1}{5}$	$\frac{3}{15}$	

مذکورہ مثال میں مابقی (تین) عدد رءوس (پانچ) پر برابر تقسیم نہیں ہوتا، اور عدد رءوس (5) اور مابقی (3) میں توافق نہیں، اسلئے پانچ کو ضرب دی من لایرد علیہ کے مخرج (چار) میں، مبلغ (بیس) سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی، تصحیح سے پنج بنات کو پندرہ مل گیا جو ان پر برابر تقسیم ہوتا ہے۔

قسمِ رابع / قاعدۂ رابعہ: مسئلہ میں من یرد علیہ کے افراد دو یا تین اجناس کے ہوں

اور من لایرد علیہ ساتھ ہو، تو من لایرد علیہ کا حصہ اس کے مخرج سے دے، اور من یرد علیہ کا مسئلہ ماقبل قسمِ ثانی میں مذکورہ قاعدہ کے مطابق سہام سے بنادے، پھر دیکھ لے

اگر مابقی اور من یرد علیہ کے سہام میں مساوات ہو تو تقسیم کرے، اور مساوات صرف ایک ہی صورت میں ہے، اور وہ یہ ہے کہ مسئلہ میں زوجہ، چار جدات، اور چھ اختِ خیفی ہوں۔

تصـــ 48

م — مسئلہ 12 — مسئلۃ الزوجہ 4 / مابقی 3 / رد 3 — 3×4=12×4=48 — مض 12

زوجہ	جدات 4 / و 2	اخت خیفی 6 / و 3
ربع 3	س 2	ثلث 4
1	1	2
12	12	24

مذکورہ مثال میں زوجہ کے مخرج سے اس کا حصہ دینے کے بعد تین باقی رہا، اور سہام بھی تین ہیں کیونکہ قسمِ ثانی میں یہ بات گذر چکی ہے کہ سدس و ثلث جمع ہوں تو مسئلۂ ردیہ تین سے بنے گا، لہذا چار جدات کو ایک دیا اور چھ اخت خیفی کو دو دیا، ایک چار پر، اور دو چھ پر برابر تقسیم نہیں ہوتا، اس لئے تصحیح کی ضرورت پڑی، دو طائفوں پر سہام منکسر ہیں اور ان کے عدد رءوس میں توافق بالنصف ہے

تو ایک کے وفق (تین) کو دوسرے کے رءوس میں ضرب دی، مبلغ (بارہ) کو زوجہ کے مخرج (چار) میں ضرب دی، مبلغ (اڑتالیس) سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی۔

اور اگر مابقی من یرد علیه کے سہام کے برابر نہ ہو تو مجموعۂ سہام کو ضرب دے من لایرد علیه کے مخرج میں، مبلغ دونوں فریقوں کا مخرج ہوگا، پھر من لایرد علیه کے سہام کو ضرب دے من یرد علیه کے مجموعۂ سہام میں، اور من یرد علیه کے سہام کو ضرب دے مابقی میں، اس سے دونوں (من یرد اور من لایرد) کا حصة مِن مَخرجِ الفریقین نکل آئے گا، اس طریقہ سے مابقی اہل رد پر رد ہو جائے گا، جیسے چار زوجات، نو بنات، اور چھ جدات ہوں۔

مسئلہ 24 — مخرج الفریقین 40 / تص 1440 — مسئلۃ الزوجہ 8 / مابقی 7 / رد 5

6×3=18×2=36×40=1440
5×8=40

مجموعۂ سہام 5 — مثل 36

زوجہ 4 / و2	بنات 9 / و3	جدات 6 / و2	
ثمن 3	ثلثان 16	س 4	
1	4	1	
5	28	7	
180	1008	252	ہر فریق کا حصۂ تصحیح
45	112	42	ہر فرد کا حصۂ تصحیح

یہاں تک مسئلہ ردیہ مکمل ہوا، 5 چار زوجات پر، 28 نو بنات پر اور 7 چھ جدات پر برابر تقسیم نہیں ہوتا، تو تصحیح کیلئے رءوس ورءوس میں نسبت دیکھی تو توافق تھی پھر ایک عدد رءوس (6) کو دوسرے کے وفق (3) میں ضرب دیا، مبلغ (18) اور تیسرے عدد (4) میں بھی توافق بالنصف تھی اسلئے اٹھارہ کو ضرب دی چار کے وفق (2) میں، مبلغ (36) کو پھر ضرب دی مخرج الفریقین (40) میں، آخری مبلغ (1440) سے تصحیح ہوئی مسئلہ کی۔

مذکورہ مثال میں من لا یرد علیہ کا حصہ (ثمن) اس کے مخرج سے دیا، ماباقی سات ہیں اور سہام پنج ہیں اس لئے کہ قسم ثانی میں یہ بات گذری ہے کہ ثلثان وسدس جمع ہو جائے تو مسئلہ ردیہ پانچ سے بنے گا کیونکہ مخارج الفروض کے قاعدہ سے ان (ثلثان وسدس) کا مخرج چھ ہے، پس چھ کا ثلثان چار، اور سدس ایک ہو گا، چار جمع ایک، مساوی پانچ، اور مسئلہ ردیہ یہاں مجموعۂ سہام (5) سے بنتا ہے، سات (ماباقی) پانچ پر برابر تقسیم نہیں ہوتا، پانچ (مجموعۂ سہام) کو ضرب دی من لا یرد علیہ کے مخرج (آٹھ) میں، مبلغ (چالیس) دونوں فریقوں (من یرد علیہ و من لا یرد) کا مخرج ہے اس کے بعد ہم نے ضرب دیا پانچ (مجموعۂ سہام) کو من لا یرد علیہ کے حصہ (ایک) میں، مبلغ (پنج)

چار زوجات کا حصہ ہے مخرج الفریقین (40) سے، اور اہل رد میں بنات کے حصے (چار) کو ضرب دیا، ماباقی (سات) میں، مبلغ (اٹھائیس) نو بنات کا حصہ ہے، مخرج الفریقین سے، اسی طرح جدات کے حصہ (ایک) کو ضرب دیا، ماباقی (سات) میں مبلغ (سات) چھ بنات کا حصہ ہے مخرج الفریقین سے،

تنبیہ: بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اصل مسئلہ (24) سے جو حصہ (ایک) بچ گیا اس کو چالیس اجزاء کرکے پنج اجزاء زوجات کو اور اٹھائیس اجزاء بنات کو اور سات اجزاء جدات کو مل گئے لیکن ایسا نہیں ہے، کیونکہ زوجات اہل رد میں سے نہیں، باقی ماندہ ایک حصہ صرف بنات اور جدات پر رد ہوا ہے زوجات پر نہیں،

شاگرد: استاد جی! ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ رد صرف بنات اور جدات پر ہوا ہے زوجات پر نہیں،

استاد: پہلے یہ سمجھ لے کہ جب مخرج الفریقین یا تصحیح یا ترکہ، کسی صاحبِ فرض کے حصہ کے

مخرج پر تقسیم کرے، حاصل قسمت اس طائفہ کا فرض ہوگا، جس میں رد کا حصہ ابھی تک شامل نہیں اگر کسی کا حصہ ثلثان ہو تو پھر حاصل قسمت کو دو میں ضرب دے مبلغ اس طائفہ کا فرض ہوگا بغیر حصۂ رد کے، دیکھئے 24 (اصل مسئلہ) کو ثلثان کے مخرج (3) پر تقسیم کرے حاصلِ قسمت کو دو میں ضرب دے مبلغ (16)، بنات کا فرض نکل آیا، جس میں اب تک حصۂ رد شامل نہیں، لیکن مخرج الفریقین (40) یا تصحیح (1440) کو تین پر تقسیم کرے حاصلِ قسمت کو دو میں ضرب دے، تو مبلغ کم ہوگا بنات کو ملے ہوئے حصے سے، کیونکہ مخرج الفریقین یا تصحیح سے جو ملا ہے اس میں فرض کے ساتھ ساتھ حصۂ رد بھی شامل ہے،

اگر 40 کو تقسیم کیا ہو تو 26.66 ان کا فرض نکلتا ہے حالانکہ اوپر مسئلہ میں ان کو پورے 28 مل گئے ہیں 40 میں سے، یہ اسلئے کہ اب اس میں حصۂ رد (1.33) بھی شامل ہے،

اور اگر 1440 کو تقسیم کیا ہو تو 960 ان کا فرض نکلتا ہے حالانکہ اوپر مسئلہ میں ان کو پورے 1008 مل گئے ہیں 1440 میں سے، یہ اسلئے کہ اب اس میں حصۂ رد (48) بھی شامل ہے اسی طرح جدات کو بھی سمجھ لے، لیکن اس کے برخلاف 40 کو ثمن کے مخرج (8) پر تقسیم کرے حاصل قسمت پانچ ہیں اور یہی پانچ بطور فرض زوجات کو ملا ہے جس میں حصۂ رد شامل نہیں، اسی طرح 1440 کو تقسیم کرے 8 پر، حاصل قسمت 180 نکلا، اور یہی اوپر مسئلہ میں زوجات کو بطور فرض ملا ہے جس میں رد کا حصہ نہیں پس معلوم ہوا کہ رد صرف اہل رد پر ہوا ہے نہ کہ من لا یرد پر، اگرچہ بظاہر دونوں کا مخرج اور تصحیح ایک ہے، واللہ أعلم وعلمہ أتم

مقاسمۃ الجد

مقاسمہ قَسْمٌ (ض) سے ہے بمعنی بانٹنا،

اور اصطلاح میں جد اور بھائی بہنوں کے درمیان ترکہ تقسیم کرنے کو کہتے ہے یعنی مقاسمۃ الجد میں جد کو ایک بھائی کی طرح سمجھا گیا ہے۔

جد کے ساتھ عینی اور علاتی بھائی بہن کے ساقط ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں دو مذہب ہیں۔

❶ جد کے ساتھ عینی اور علاتی بھائی بہن ساقط ہوتے ہیں۔

یہ مسلک حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت عبد اللہ بن زبیر، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت ابو سعید خدری، حضرت حذیفہ بن الیمان، حضرت ابی بن کعب، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابو موسی اشعری، حضرت ابو ہریرہ، اور حضرت عائشہ صدیقہ وغیر ہم رضی اللہ عنہم کا ہے جس کو حضرت قتادۃ، حضرت عمر بن عبد العزیز، حضرت حسن بصری، حضرت ابن سیرین، اور حضرت امام ابو حنیفہ وغیر ہم رحمۃ اللہ علیہم نے اختیار کیا، اور اسی پر فتوی ہے۔

❷ جد کے ساتھ عینی اور علاتی بھائی بہن وارث ہوتے ہیں۔

یہ مسلک حضرت زید بن ثابت، حضرت عبد اللہ بن مسعود، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کا ہے جسکو صاحبین، امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم نے اختیار کیا،

اس باب میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے مسلک کے مطابق مسائل ذکر کی ہے جو غیر مفتی بہ ہیں اس لئے ہم اسے اختصار کی خاطر چھوڑ دیتے ہیں۔

مُناسخہ کابیان

مناسخہ نَسْخٌ (ف) سے ہے بمعنی زائل کرنا، نقل کرنا،

اور اصطلاح میں کہتے ہے "بعض ورثاء کا حصہ تقسیم سے پہلے میراث بن کر ان کے ورثاء کی طرف منتقل ہونا بسبب ان کے مرنے کے،

وارث نے ابھی اپنا میراث نہیں لیا تھا کہ فوت ہو گیا اور اس کے ورثاء اس کے حصے کے وارث بن گئے، پس اس میں نقلِ حصہ پایا گیا، اسی طرح اس میں ازالہ بھی پایا گیا ہے کیونکہ میت ثانی کی وجہ سے میتِ اول کی مسئلہ یا تصحیح زائل (باطل، کالعدم) ہو جاتی ہے، اور دوسری تصحیح اس کے قائم مقام بن جاتی ہے۔

حل مُناسخہ کاطریقہ

مسائلِ مناسخہ کو حل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے میت اول کے ورثاء ناموں کے ساتھ لکھ کر ان کو اپنا اپنا حصہ دیا جائے، ماقبل ابواب میں مذکورہ اصول کی روشنی میں، یعنی اگر عول، تصحیح، یا رَد کی ضرورت ہو تو پہلے مسئلہ کو پورا حل کیا جائے، پھر جو وارث فوت ہوا ہو، اس کو دائرہ میں بند کر کے نیچے الگ لکیر کھینچ کر اس کے ورثاء ناموں کے ساتھ لکھ دیے جائے، اگر میت اول کے ورثاء میں بعض میتِ ثانی کے بھی ورثاء ہوں تو ان کو بھی ناموں کے ساتھ نیچے اتار دیا جائے، اور میت ثانی کو جو حصہ میتِ اول سے ملا ہے اس کو مافی الید کہتے ہے، وہ اس بطن کے بائیں جانب کونے پر لکھے،

پھر اس مسئلہ کو بھی پہلے مسئلہ کی طرح مکمل حل کرے، اس کے بعد میت ثانی کی تصحیح (یا اصل مسئلہ) اور مافی الید میں نسبت دیکھ لے،

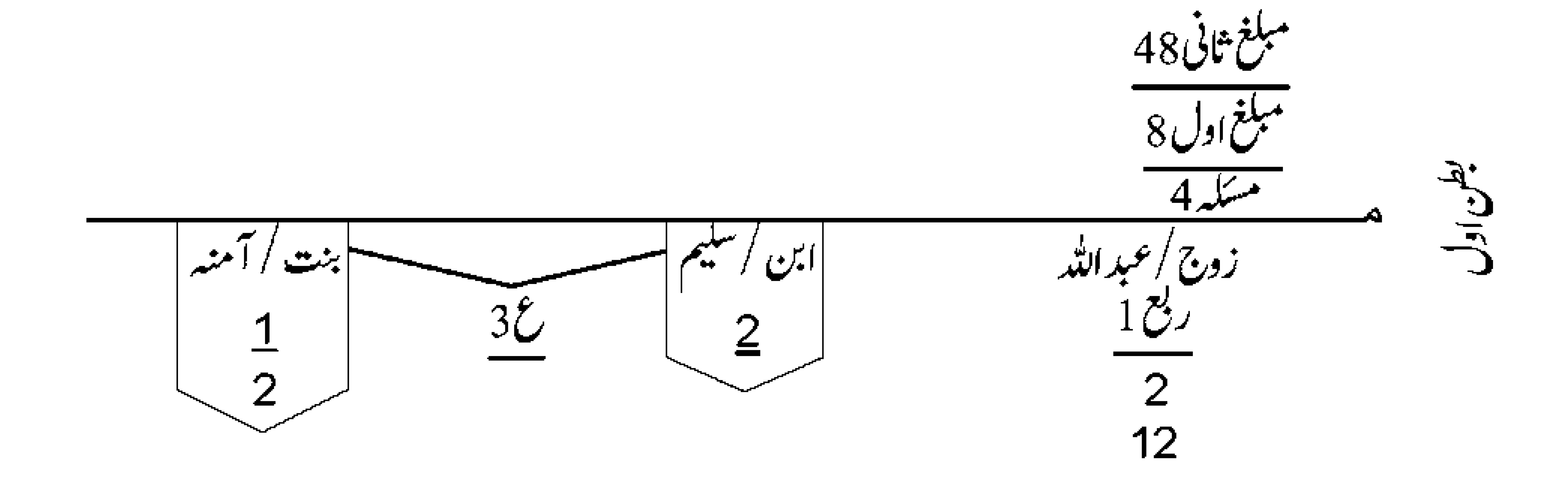
اگر تماثل ہو تو کسی بھی عدد کو ضرب دینے کی ضرورت نہیں،

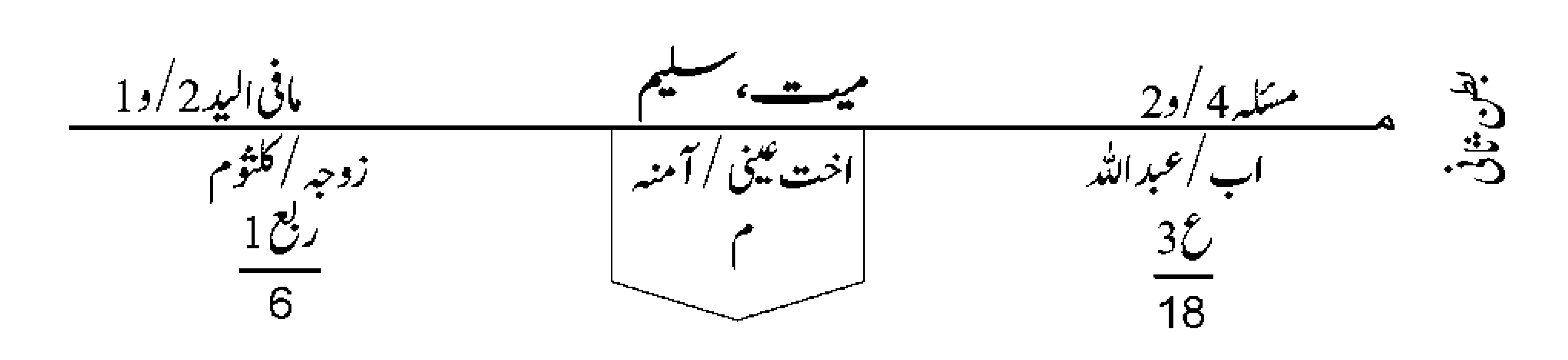
اور اگر توافق یا تداخل بحکم توافق ہو تو دونوں کا وفق نکال لے، پھر میت ثانی کی تصحیح (یا اصل مسئلہ) کے وفق کو ضرب دے میت اول کی تصحیح (یا اصل مسئلہ) میں، مبلغ دونوں بطنوں کا مخرج ہو گا، اور میتِ اول کے زندہ ورثاء کے سہام میں بھی ضرب دے، مبلغ اس وارث کا حصہ ہے مخرجُ البطنَین سے، اور مافی الید کے وفق کو اسی بطن (کے ورثاء) کے سہام میں ضرب دے، مبلغ اس وارث کا حصہ ہے مخرج البطنین سے،

اور اگر تباین ہو تو میتِ ثانی کی کل تصحیح (یا اصل مسئلہ) کو ضرب دے میت اول کی تصحیح (یا اصل مسئلہ) میں اور زندہ ورثاء کے سہام میں، اور کل مافی الید کو ضرب دے اسی بطن کے سہام میں، اسی طریقے پر میت ثالث ورابع کے بطون کو قیاس کرے،

لیکن ہر بعد والے میت کی تصحیح (یا اصلِ مسئلہ) کو یا اس کے وفق کو ہر پہلے بطن کے زندہ ورثاء کے سہام میں ضرب دینا ہے، اور ہر آخری مبلغ میں ضرب دینا ہے، پھر آخر میں الاحیاء لکھ کر اس کے نیچے سب بطون سے زندہ ورثاء کو اور ان کے تمام حصوں کو اتار دے، ان حصوں کو جمع کرنے پر آخری مبلغ حاصل ہو گا، اگر حاصل نہ ہوا، تو مسئلہ میں کہی پر غلطی ہوئی ہو گی۔

ہم پہلے ایک مختصر مثال دیتے ہیں بعد میں کتاب کی مثال حل کریں گے، اگلے صفحے پر ملاحظہ کیجئے،





بطن ثالث

م — مسئلہ 12 / 6و — **میت، آمنہ** — مافی الید 2 / 1و

ابن / بکر	زوج / عمرو	اب / عبداللہ
ع7	ربع 3	س2

مجموعہ 48

الاحیاء

بکر 7	عمرو 3	کلثوم 6	عبداللہ 32

پھر ان میں ترکہ تقسیم کرنے کا طریقہ یہ کہ ترکہ کو مذکورہ افراد کے انہی حصوں میں ضرب دے، مبلغ تقسیم کرے مجموعہ پر ما خَرَج اس وارث کا حصہ ترکہ ہو گا۔ مثلاً ترکہ سو(100)ہو تو عبداللہ کو 6.66 ملے گا، کلثوم کو 12.5 ملے گا، عمرو کو 6.25 ملے گا، اور بکر کو 14.78 ملے گا۔

کتاب کی مثال

مبلغ ثالث 3840
مبلغ ثانی 1920
مبلغ اول 192

بطن اول

مسئلہ 12 مسئلۃ الزوج 4 / مابقی 3 / رد 4 مخرج الفریقین 16 مجموعۂ سہام 4

زوج / عبداللہ	بنت / آمنہ	ام / زینب
ربع 3	ن 6	س 2
1	3	1
4	9	3
	108	36
		360

یہاں تک مسئلہ ردیہ مکمل ہوا

بطن ثانی

مسئلہ 24 / 12 و میت، عبداللہ مافی الید 4 / 2 و

بنت / آمنہ	زوجہ / حسنیٰ	اب / فاروق	ام / کلثوم
ن 12	ثمن 3	س 4 + ع 1 = 5	س 4
24	6	10	8
	60	100	80
	120	200	160

بطن ثالث

تص 60 / 10 و
مسئلہ 6 2×5=10×6=60 میت، آمنہ مض 10 مافی الید 132 / 22 و

ابن / اسد	ابن / اقبال	بنت / رقیہ	ام الام / زینب	ام الاب / کلثوم	اب الاب / فاروق
عصبہ 4 / بتص 40			سدس 1 بتص 10		س 1
16	16	8	5	5	10
352	352	176	110	110	220
704	704	352		220	440

بطن رابع

تص 4 / 2 و
مسئلہ 2 2×2=4 میت، زینب مض 2 مافی الید 470 / 235 و

زوج / خلیل	اخ عینی / رفیق	اخ عینی / ندیم
ن 1	عصبہ 1 / بتص 2	
2	1	1
470	235	235

الاحیاء

حسنیٰ 120 / فاروق 640 / کلثوم 380 / اسد 704 / اقبال 704 / رقیہ 352 / خلیل 470 / رفیق 235 / ندیم 235 = مجموعہ 3840

حل میراث کے اور آسان طریقے

فی صد کا طریقہ

یعنی ہر مسئلہ سو(100) سے بنانا، اس کا طریقہ یہ ہے کہ سو کو سہام کے مخرجوں پر تقسیم کرے حاصلِ قسمت اس وارث یا طائفہ کا حصہ ہے جس کے سہام پر تقسیم کیا، مثلاً سو کو ثمن کے مخرج آٹھ پر تقسیم کیا، تو حاصل قسمت زوجہ کا حصہ ہے، اور اگر سہام ثلثان ہو اور آپ نے سو کو تین پر تقسیم کیا تو پھر حاصل قسمت کو دو میں ضرب دے کیونکہ ثلثان تثنیہ ہے، ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد اگر سو میں سے کچھ باقی ہو تو عصبات کو دیا جائے، اگر ورثاء میں صرف عصبات ہوں تو سو کو ان کے عدد رءوس پر تقسیم کرے اگر ان میں مؤنث ہوں تو حاصل قسمت ایک مؤنث کا حصہ ہے، پھر اسی حاصل قسمت کو دو میں ضرب دے مبلغ ایک مذکر کا حصہ ہے،

اس کے بعد ترکہ تقسیم کرے یعنی ترکہ کو ضرب دے سہام میں، اور مبلغ تقسیم کرے سو(100) پر حاصل قسمت اس فریق کا حصہ ہے، پھر حصۂ فریق کو ان کے عدد رءوس پر تقسیم کرے فی کس کا حصۂ ترکہ نکلے گا جیسے

م مسئلہ 100 — ترکہ 400

	زوجہ 3	اخت عینی 2	بنات 3
	ثمن 12.5	ع 20.84	ثلثان 66.66
ہر طائفہ کا حصۂ ترکہ	50	83.36	266.66

ہر مسئلہ ترکہ سے بنانے کا طریقہ

اسی طرح ہر مسئلہ کو ترکہ سے بھی بنایا جاسکتا ہے کہ ترکہ تقسیم کرے سہام کے مخارج پر حاصل قسمت ان کا حصہ ہے جن کے (سہام کے) مخرج پر ترکہ تقسیم کیا گیا، غرض، ترکہ کو سو کی طرح سمجھے۔

یہاں بھی ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد عصبہ کو دیا جائے، جیسے ہزار درہم ترکہ ہو

م ترکہ 1000

	بنات 4	زوجہ 3	ام	عم
	ثلثان 666.66	ثمن 125	س 166.66	ع 41.66
فی کس کا حصۂ ترکہ	166.66	41.66		

18 شوال 1439ھ بمطابق 3 جولائی 2018ء بروز منگل

بتوفیق اللہ تعالی

واٰخِرُ دعــــوٰنا أنِ الحــمــد للهِ رَبِ العٰلمــــــین ○

ناشر

مکتبۃ الحسین مردان

رابطہ
03479892043 - 03134433878